ادبِ زنداں آزادی کے بعد

(تنقیدی و تحقیقی جائزہ)

اختتامی خاکہ برائے

پی۔ایچ ڈی

مقالہ نگار

واحد دین محمد شیخ

نگراں

ڈاکٹر اسود گوہر

اسسٹنٹ پروفیسر

انسٹی ٹیوٹ آف انڈین اینڈ فارین لینگویج

ایم جی ایم یونیورسٹی، اورنگ آباد

ایم جی ایم یونیورسٹی، اورنگ آباد (مہاراشٹر)

اگست ۲۰۲۴ء

ادبِ زنداں آزادی کے بعد
(تنقیدی و تحقیقی جائزہ)

مطالعہ کے مقاصد:

.1 جیل کے ادب کا مطالعہ کرنا۔

.2 قید کیے گئے افراد یا ان کے بارے میں لکھے گئے ادبی، سماجی اور سیاسی اہمیت کو سمجھنا اور اس کا تجزیہ کرنا۔

.3 پسماندہ آوازوں کو تقویت دینا: قیدیوں کے تجربات اور نقطہ نظر کو اجاگر کرنا، جنہیں عموماً مرکزی دھارے کے بیانیے میں خاموش کر دیا جاتا ہے، تاکہ ان کی جدوجہد، استقامت اور انسانیت کی طرف توجہ دلائی جا سکے۔

.4 قید کے موضوعات کا مطالعہ کرنا: جیل کے ادب میں آزادی، قید، انصاف، مزاحمت، نجات، اور انسانی حقوق جیسے بار بار آنے والے موضوعات کا مطالعہ کرنا اور ان موضوعات کا وسیع تر سماجی مسائل سے تعلق دیکھنا۔

.5 قید کے نفسیاتی اثرات کو سمجھنا: ان تحریروں میں قید کی نفسیاتی اور جذباتی اثرات کا مطالعہ کرنا تاکہ جبر وظلم کے ماحول میں انسانی حالت کی گہری تفہیم پیدا کی جا سکے۔

.6 ان تحریروں میں موجود خلا کو تلاش کرنا اور کچھ جیل کے مسائل کی نشاندہی کرنا۔

.7 سزا کے نظام پر تنقید: ادب کو تنقیدی آلے کے طور پر استعمال کرنا تاکہ جیل کے نظام میں موجود خامیوں اور ناانصافیوں کا جائزہ لیا جا سکے، جن میں نسل، طبقہ اور طاقت کے مسائل شامل ہیں۔

.8 فوجداری نظام کی اصلاح کو فروغ دینا: قید کے حقائق کو اجاگر کر کے اور مزید انسانی اور اصلاحی طریقے اپنانے کی وکالت کر کے جیل کی اصلاحات پر بحث کو فروغ دینا۔

.9 بین الضابطہ تعلق کو ظاہر کرنا: جیل کے ادب کا مطالعہ سماجیات، جرم شناسی، سیاسیات اور انسانی حقوق جیسے وسیع شعبوں سے منسلک کرنا، تاکہ قید کو سمجھنے کے لیے کثیر الضابطہ نقطہ نظر کو فروغ دیا جا سکے۔

.10 ان مقاصد کے حصول سے یہ مطالعہ جیل کے ادب کو ایک اہم صنف کے طور پر فروغ دینے کا خواہاں ہے، جو ادبی مطالعات اور سماجی انصاف کی وکالت دونوں میں معاون ثابت ہوگا۔

تحقیقی طریقہ کار: نظریاتی

مطالعاتی مواد پر مبنی نقطہ نظر:

جیل کے ادب پر تحقیق ایک نظریاتی طریقہ کار کے تحت کی جائے گی، جس میں بنیادی طور پر دستیاب تحریری مواد کا جامع

مطالعہ شامل ہوگا، جس میں ادبی تخلیقات، علمی تنقیدات، قانونی متون، اور قید و بند کے تجربات سے متعلق تاریخی دستاویزات شامل ہیں۔اس طریقہ میں متنی ذرائع کا گہرا اور منظّم تجزیہ شامل ہوتا ہے تاکہ اس صنف اور اس کے سماجی و سیاسی مضمرات کو جامع طور پر سمجھا جا سکے۔کچھ کتب کا ذکر نیچے دیا گیا ہے:

۱)''پتھر کی دیوار'' از علی سردار جعفری، دہلی، پبلشر: مکتبہ شاہراہ

علی سردار جعفری اردو ادب اور شاعری میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔۲رنومبر ۱۹۱۳ء کو بلرام پور ضلع گونڈہ (یوپی) میں پیدا ہوئے۔بلرام پور کے اسکول کے بعد علی گڑھ گئے اور بی اے کی ڈگری لی۔لکھنو یونیورسٹی سے ایم اے (سال اول) کیا۔ سال دوم میں شریک تھے کہ انگریزوں کے خلاف سیاسی سرگرمیوں کے جرم میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے خارج کر دیا گیا اور انھیں فائنل امتحان میں بیٹھنے نہیں دیا گیا۔تحریک آزادی میں شریک ہوئے جس کی وجہ سے دوبار جیل جانا پڑا۔

دوران قید سردار جعفری نے کئی معرکۃ الآرا نظمیں رقم کیں جو بعد میں مجموعہ کی شکل میں اگست ۱۹۵۳ء میں پتھر کی دیوار کے نام سے شائع ہوئیں۔اس میں ۲۹رطویل مختصر نظمیں اور اٹھارہ غزلیں ہیں۔اس میں شامل پہلی نظم پتھر کی دیوار میں جیل کے در و دیوار، کھانے، رہن سن، قیدیوں کی حسرتوں تمناؤں، آرزوؤں اور امیدوں کے خون، قیدیوں کے ظلم سہنے، پھر بھی مسکرانے، ظالم کے چیخنے چلانے اور انقلابی قیدیوں کے انقلاب زندہ باد، انقلاب زندہ باد کا نعرہ بلند کرنے کو سردار جعفری نے کسی قدر رزم اور مدھم لب و لہجے میں پیش کیا ہے۔

۲)''زندگی زنداں دلی کا نام ہے'' از ظفر اللہ پوشنی، پاکستان، پبلشر: مصنف

ظفر اللہ پوشنی ۱۹۲۶ء میں امرتسر، پنجاب میں پیدا ہوئے۔تقسیم ہند کے بعد لاہور آ گئے۔ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۴۴ء میں فوج میں بطور کیڈٹ شامل ہوئے۔۱۹۴۵ء میں کمیشن حاصل کیا۔۱۹۵۱ء میں سازش کیس میں گرفتار ہوئے اور ۴رسال بعد رہا ہوئے۔۲۰۲۱ء میں ان کا انتقال ہوا۔فوج میں رہتے ہوئے ہی ۱۹۵۱ء میں ان کو راولپنڈی سازش کیس میں دوسرے فوجیوں اور کچھ شہریوں کیساتھ گرفتار کیا گیا جن میں میجر جنرل اکبر خان، فیض احمد فیض اور سجاد ظہیر وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔اس دوران وہ حیدرآباد اور لاہور سینٹرل جیل میں قید کیے گئے۔۴رسال بعد رہا ہوئے۔اسی دوران انھوں نے ''زندگی زنداں دلی کا نام ہے''، لکھی۔جس کے تعلق سے وہ لکھتے ہیں کہ

''یہ کتاب میں نے حیدرآباد جیل میں لکھی جہاں میں نے زندگی کے چار سال گزارے۔چونکہ میری ابتدائی تعلیم انگریزی اسکولوں میں ہوئے اور سروس کا آغاز برٹش انڈین آرمی میں ہوا جہاں افسران کے سرکاری زبان انگریزی تھی، اس لئے اردو کے مقابلے میں مجھے انگریزی پر زیادہ عبور حاصل رہا۔یہ میری قسمتی ہے بہرکیف اگر کتاب میں زبان کی کوتاہیاں آپ کی نظر سے گزریں تو امید ہے آپ مجھے معاف فرمائیں گے۔دوسری بات یہ ہے کہ کتاب کو لکھے سترہ برس گزر چکے ھیں اور اب یہ پہلی بار چھپ کر سامنے آ رہی ہے۔ان سترہ برس کے اندر بین الاقوامی سیاست میں وسیع تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں

اور میرے سیاسی خیالات بھی وہ نہیں میں جو اُس زمانے میں تھے۔ تاہم میں نے ایمانداری کا تقاضا یہی سمجھا کہ مسودے میں ایک لفظ بھی تبدیل نہ کیا جائے۔ جو کچھ میں نے سترہ برس پہلے لکھا تھا۔"

۳) "تہاڑ میں میرے شب و روز" از افتخار گیلانی، دہلی، پبلشر: پینگوئن انڈیا، 2005

9 جون 2002 کو دہلی کے کشمیری صحافی افتخار گیلانی کو آفیشل سیکرٹس ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا۔ ان پر الزام تھا کہ انہوں نے بھارتی فوج کی تعیناتی کی معلومات لیک کی تھیں۔ گیلانی نے اگلے سات ماہ تہاڑ جیل میں گزارے۔ 13 جنوری 2003 کو انہیں رہا کر دیا گیا اور ان کے خلاف کیس واپس لے لیا گیا کیونکہ حقیقت میں ان کے خلاف کوئی کیس نہیں تھا۔ یہ کتاب گیلانی کی کہانی ہے، جو بھارت کے سیکیورٹی نظام کے بہت سے اہلکاروں کی طرف سے طاقت کے غلط استعمال اور اسے نام نہاد قومی مفاد کے نام پر استعمال کرنے پر ایک سخت تنقید ہے۔

گیلانی کی کتاب "میرے قید کے دن"، 1975 کے بعد شائع ہونے والی پہلی جیل ڈائری تھی۔ جناب مقبول، جن کی اردو جیل ڈائری "اندر کا اندھیرا" کے عنوان سے ہے، کہتے ہیں "یہ گیلانی کی کتاب تھی جس نے مجھے جیل میں اپنی ڈائری لکھنے پر مجبور کیا"۔

اے جی نورانی، معروف وکیل اور کالم نگار کہتے ہیں: "افتخار گیلانی کا دل دہلا دینے والا تجربہ دہلی کی نام نہاد اشرافیہ، جو منصفانہ سمجھے جانے والے اداروں کو چلاتی ہے، میں کشمیر اور کشمیریوں کے خلاف گہری جڑیں رکھنے والے تعصب کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، بھارتی معاشرے کے بہت سے حلقوں میں انسانی حقوق کے لیے عزم کو بھی ظاہر کرتا ہے، خاص طور پر اکیڈمیا اور میڈیا میں۔"

مصنف کے بارے میں:

افتخار گیلانی گزشتہ چودہ سال سے صحافی ہیں۔ انہوں نے مختلف بین الاقوامی اور قومی خبر رساں اداروں اور اخبارات کے لیے کام کیا ہے اور دہلی میں کشمیر ٹائمز کے بیورو چیف رہے ہیں۔ وہ ریڈیو ڈوئچے ویلے (وائس آف جرمنی) کے لیے باقاعدگی سے لکھتے ہیں اور پاکستانی اخبارات "ڈیلی ٹائمز"، "فرائیڈے ٹائمز" اور "خبریں" کے لیے بھارت کے نمائندے کے طور پر کام کرتے رہے ہیں۔ اس وقت وہ ترکی میں مقیم ہیں۔

۴) "دہشت گرد قرار دیا گیا" از عامر خان، دہلی، پبلشر: اسپیکنگ ٹائیگر، 2016

خلاصہ: یہ کتاب ایک حیرت انگیز انسانیت، ثابت قدمی اور بہادری کی کہانی ہے جو انتہائی ناانصافی کے باوجود قائم رہی۔ یہ نہ صرف ایک غیر معمولی یادداشت ہے بلکہ ایک نہایت ضروری اور بروقت کتاب بھی ہے۔ "دہشت گرد قرار دیا گیا" ایک عام بھارتی نوجوان کی انتہائی دردناک کہانی ہے، جو پرانی دہلی کی گلیوں سے تعلق رکھتا ہے۔ پولیس نے انہیں اغوا کیا، انہیں دہشت گرد قرار دیا، ان کے خلاف جھوٹا مقدمہ بنایا اور انہیں تقریباً چودہ سال تک جیل میں رکھا۔

طویل اور سخت قانونی جدوجہد کے بعد، تشدد اور تنہائی کی قید برداشت کرنے کے بعد، محمد عامر خان سیکولر اور جمہوری اقدار پر قائم رہے۔ وہ شکست ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اپنے، اپنے خاندان اور اپنے ملک کے لیے خواب دیکھنے سے باز نہیں آتے، جس نے انہیں تقریباً تباہ کر دیا۔

اس کتاب میں انہوں نے نندیتا ہکسر کے ساتھ لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ کس طرح فروری 1998 میں، جب وہ 20 سال کے تھے، ایک شام کو پرانی دہلی کی گلی میں ان کے گھر کے قریب، انہیں سادہ لباس میں ملبوس پولیس اہلکاروں نے پکڑ لیا اور ایک اذیت گاہ میں لے گئے۔ وہ اپنے تشدد کے دنوں اور راتوں کو بیان کرتے ہیں: برہنہ کر دیا گیا، ٹانگیں انتہائی تک کھینچی گئیں، مکوں اور لاتوں سے مارا گیا، بجلی کے جھٹکے دیے گئے، اسلام مخالف گالیاں دی گئیں اور ان کے والدین کو بھی مقدمے میں ملوث کرنے کی دھمکیاں دی گئیں۔ آخر کار انہوں نے کئی خالی صفحات اور ڈائریوں پر دستخط کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں ان پر دہشت گردی کے 19 مقدمات میں الزام لگا دیا گیا۔

عامر، جنہیں جنوری 2012 میں 14 سال بعد رہا کیا گیا، پر الزام تھا کہ وہ 10 ماہ کے دوران 20 کم شدت کے بم دھماکوں کے مرکزی ملزم ہیں۔ یہ دھماکے دسمبر 1996 سے اکتوبر 1997 تک دہلی، روہتک، سونی پت اور غازی آباد میں کیے گئے تھے۔ ان دھماکوں میں پانچ افراد ہلاک ہوئے۔ پانچ دھماکے چلتی بسوں میں ہوئے، 10 اکتوبر 1997 کے مہینے میں ہوئے، جن میں سے پانچ ایک ہی شام میں ہوئے، جن میں دہلی کے صدر بازار اور غازی آباد جیسے کئی میل دور مقامات شامل تھے۔ غازی آباد میں دھماکے فرنٹیئر میل کے تین مختلف کوچز میں رپورٹ ہوئے تھے۔

محمد عامر اس وقت نئی دہلی میں کاروانِ محبت/ امن برادری کے ساتھ انسانی حقوق کے سرگرم کارکن کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

۵) ''بے گناہ قیدی'' از عبدالواحد شیخ، مہاراشٹر، پبلشر: فاروس میڈیا اینڈ پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ، نئی دہلی، 2021

عبدالواحد شیخ، اس کتاب کے مصنف، ایک مظلوم ہیں جنہیں ان کی کتاب (صفحہ 277-319) کے مطابق بار بار پولیس نے اٹھایا، ہر بار شدید تشدد کیا گیا اور آخر کار انہیں نو سال کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ پولیس کے پاس ایک بھی ثبوت نہیں تھا، سوائے ان 13 میں سے 11 ملزمان کے اعترافات کے جو غیر انسانی تشدد اور اہل خانہ کو ملوث کرنے اور خواتین کے ساتھ زیادتی کی دھمکیوں کے ذریعے حاصل کیے گئے تھے۔

شیخ، جنہوں نے قید کے دوران اپنی قانون کی ڈگری حاصل کی، اعترافات کے رسمی طریقے کے پانچ مراحل کی تفصیلات فراہم کرتے ہیں جو قانون کی کتابوں میں درج ہیں اور جن کی پابندی کم ہی کی جاتی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اعتراف کسی ذاتی ندامت کا نتیجہ ہو سکتا ہے، لیکن پولیس حراست میں یہ عام ہو گیا ہے۔ ان 11 میں سے 7 مقدمات میں، 12 میں سے 11 ملزمان نے یہ اعترافات کیے، جو پولیس گواہوں کے لیے ایک اسکرپٹ فراہم کرتے ہیں۔

کتاب ایک منظم انداز میں وضاحت کرتی ہے کہ پولیس حقیقی مجرموں کو پکڑنے کے بجائے معصوم مسلمانوں کو پکڑنے اور

ان پر جھوٹے مقدمات بنانے میں کیوں دلچسپی رکھتی ہے۔ پولیس افسران کو ترقی، انعامات اور اعلیٰ عہدے ملنے کا یہی طریقہ ہے۔ کتاب کے برعکس عام تصور اور سرکاری خیالات کے، جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایسے جرائم پولیس کے نچلے طبقے میں ہوتے ہیں، کتاب میں پولیس کے اعلیٰ افسران کو ان مظالم کے ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے جو سیاسی شخصیات سے تعلقات کی بنا پر طاقت حاصل کرتے ہیں۔

شیخ، جو گرفتاری سے قبل ممبئی میں ایک اسکول ٹیچر تھے، نے تشدد اور پولیس دھمکیوں کے سامنے ہار ماننے کے بجائے اپنی زندگی کا نیا مقصد بنایا۔ انہوں نے ہر واقعہ کو دیانتداری سے لکھا، اور اس ریاست کی مجرمانہ حقیقت کو بے نقاب کیا جسے غلط طور پر آئینی، لبرل، جمہوری، سیکولر اور جمہوری کہا جاتا ہے۔ وہ اس کتاب میں صرف اپنے تجربات بیان نہیں کرتے بلکہ اس کا تجزیہ بھی پیش کرتے ہیں۔ شیخ نے ممکنہ متاثرین کے لیے عملی مشورے بھی فراہم کیے ہیں تاکہ پولیس اپنی سازشوں میں آسانی سے کامیاب نہ ہو۔

٦) ''گیارہ سال سلاخوں کے پیچھے'' از مفتی عبدالقیوم منصوری، گجرات، پبلشر: فاروس میڈیا اینڈ پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ، نئی دہلی، 2022

مفتی عبدالقیوم کو 2002 میں اکشر دھام مندر پر حملے کے کیس میں غلط طور پر ملوث کیا گیا اور ایک ایسا جرم جسے انہوں نے نہیں کیا تھا، اس کے لیے انہیں 11 سال جیل میں گزارنے پڑے۔

17 اگست 2003 کو گجرات پولیس نے مفتی عبدالقیوم کو ''اغوا'' کیا اور انہیں کرائم برانچ لے جایا گیا جہاں دھیا بھائی گوبارجی ونجارا، گجرات کے ڈائریکٹر جنرل آف پولیس، کے دفتر میں لایا گیا۔ قیویم کے انکار کرنے پر کہ وہ اکشر دھام کیس میں ملوث ہیں، ونجارا نے ایک ٹیم کو حکم دیا کہ انہیں لاٹھیوں سے مارا جائے۔

اپنی کتاب ''گیارہ سال سلاخوں کے پیچھے'' میں قیویم نے تفصیل سے بیان کیا کہ کس طرح ان کی زندگی کو بغیر ثبوت کے دہشت گرد کے طور پر داغدار کیا گیا۔ عبدالقیوم کہتے ہیں: ''یہ کتاب صرف مسلمانوں کے لیے نہیں ہے؛ یہ ملک کے سب سے زیادہ مظلوم طبقے کے لیے ہے۔ اگر میری کتاب کے ذریعے ریاستی مظالم سے کوئی ایک شخص بھی بچ جائے تو میں سمجھوں گا کہ میں نے کچھ حاصل کیا۔''

ان کی گرفتاری کے وقت، 2003 میں، ان کی عمر 29 سال تھی - اکشر دھام مندر پر حملے کے ایک سال بعد۔ پولیس نے ان پر الزام عائد کیا کہ انہوں نے ایک خط لکھا تھا جو ان دو دہشت گردوں کی ملکیت سے برآمد ہوا تھا جو حملے میں مارے گئے تھے۔

گجرات کی ایک ذیلی عدالت نے بعد میں انہیں اور دو دیگر افراد کو سزا سنائی اور موت کی سزا دی، لیکن گزشتہ سال 17 مئی کو سپریم کورٹ نے انہیں تمام الزامات سے بری کر دیا۔

رہائی کے بعد، یہ 40 سالہ مدرسہ ٹیچر اپنی بکھری ہوئی زندگی کو جوڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ گرفتاری کے وقت ان کا بیٹا

صرف دس ماہ کا تھا۔ان کی بیوی،سوجیا نے نہ صرف بچوں کی پرورش کی جدوجہد کی بلکہ ''دہشت گرد کی بیوی'' کہلانے کے داغ کو بھی سہا۔
یہ کتاب، مفتی عبدالقیوم کے لیے،جیل کی زندگی کی تلخ داستان ہے۔ستم ظریفی یہ ہے کہ ان کے لیے کتاب لکھنا آسان تھا، لیکن انہوں نے کبھی ہمت نہیں کی کہ دوبارہ اسے پڑھیں۔

تحقیقی طریقہ کار کے اہم مراحل:

۱۔ادب کا جائزہ

۲۔ متنی تجزیہ

۳۔سیاق وسباق کا مطالعہ

۴۔تقابلی مطالعہ

۵۔قانونی اور سماجی تجزیہ

ڈیٹا کے ذرائع:

ابتدائی مواد: سوانح حیات، یادداشتیں، خطوط، ڈائریاں، شاعری، اور قیدیوں کے لکھے گئے یا ان کے بارے میں لکھے گئے افسانوی کام۔

ثانوی مواد: علمی کتابیں، جرنل کے مضامین، تنقیدی مضامین، قانونی دستاویزات، قیدیوں کے حقوق میں اصلاحات کا ادب، اور سماجی مطالعات۔

نتیجہ: یہ ڈاکٹریل طریقہ کار قیدیوں کے ادب کی جامع سمجھ بوجھ فراہم کرے گا اور اسے فنکارانہ اظہار کے ساتھ ساتھ معاشرتی وسیاسی تنقید کے طور پر ظاہر کرے گا جو قید اور انصاف کے بارے میں عمومی تصورات کو چیلنج کرتا ہے۔اس مطالعہ سے یہ اجاگر ہوگا کہ قیدیوں کا ادب مجرمانہ انصاف میں اصلاحات اور انسانی حقوق کی وکالت پر جاری مباحث میں کس طرح اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

میدانی مطالعہ پر مبنی طریقہ:

قیدیوں کے ادب کے لیے میدانی مطالعے پر مبنی indoctrinal طریقہ، متون کی ڈاکٹریل تجزیہ اور براہ راست میدانی تحقیق کو شامل کرتا ہے۔ یہ مخلوط طریقہ کار متن کے تجزیے کو اصل دنیا کے ڈیٹا کے ساتھ ہم آہنگ کر کے مطالعے کو مزید تقویت دیتا ہے، جو قیدیوں، جیل کے اہلکاروں، کارکنوں، اور مجرمانہ انصاف کے نظام میں شامل دیگر شراکت داروں کے ساتھ انٹرویوز اور مشاہدے سے حاصل کیا جاتا ہے۔اس کا مقصد ادب سے نظریاتی بصیرت کو ان لوگوں کی زندہ تجربات

کے ساتھ جوڑنا ہے جو قید سے متاثر ہوئے ہیں۔

کیس اسٹڈیز:

ایک کیس اسٹڈی طریقہ اختیار کیا جائے گا تاکہ ان مخصوص جیلوں یا بحالی کے پروگراموں کا تجزیہ کیا جا سکے جو اصلاحات کے عمل کے ایک حصے کے طور پر ادب کو فروغ دیتے ہیں۔ ان کیس اسٹڈیز میں ان قیدیوں کے انٹرویوز شامل ہوں گے جو ادبی پروگراموں میں شامل ہیں، اور ان کے تحریری عمل، محرکات، اور ادبی اظہار کے ان کی ذہنی اور جذباتی صحت پر اثرات کی دستاویز بندی ہوگی۔

قیدیوں کی تحریروں کا تجزیہ:

میدانی مطالعے میں قیدیوں کے اصل تحریری مواد (نظمیں، ڈائریاں، خطوط، مضامین) کا تجزیہ بھی شامل ہوگا۔ ان تحریروں کا تجزیہ قیدیوں کے تجربات کے تناظر میں کیا جائے گا، جس میں ان کی کہانیوں، موضوعات، اور ذاتی تاثرات کا مشاہدہ کیا جائے گا۔ مختلف جیل ماحول اور آبادیوں کے مخصوص بصیرتوں اور موضوعات کی شناخت کے لیے ان فیلڈ سے جمع کردہ تحریروں اور قیدیوں کے ادب کے موجودہ شائع شدہ کاموں کے مابین تقابلی تجزیہ کیا جائے گا۔

تجربی ڈیٹا کو ڈاکٹریل بصیرت کے ساتھ مربوط کرنا:

تحقیق کے ذریعے حاصل کردہ تجربی ڈیٹا کو قیدیوں کے ادب کے ڈاکٹریل مطالعے کے ساتھ ضم کیا جائے گا، تاکہ یہ سمجھا جا سکے کہ جیل میں ادبی اظہار کیسے ذاتی تطہیر اور سیاسی مزاحمت یا تنقید کے طور پر کام کرتا ہے۔

یہ ڈیٹا قیدیوں کی بحالی میں ادب کے کردار، اس کی ذہنی صحت میں مدد، اور قیدیوں کی اصلاح میں تبدیلی لانے والے آلے کے طور پر اس کے کردار پر جاری بحث کو بھی آگاہ کرے گا۔

سماجی اور قانونی تناظر:

تحقیقی مطالعہ قیدیوں کی تحریروں کو وسیع سماجی اور قانونی فریم ورک سے منسلک کرے گا۔ اس میں یہ شامل ہوگا کہ قیدیوں کی تحریریں کس طرح قانونی نظام میں موجود نظامی ناانصافیوں کی عکاسی کرتی ہیں اور ادب قید کی پالیسیوں اور طریقوں میں تبدیلی کی وکالت میں کیا کردار ادا کرتا ہے۔

ڈیٹا کے ذرائع:

ابتدائی ذرائع: جیل میں قیدیوں کے لکھے گئے کتب۔

ثانوی ذرائع: علمی ادب، قانونی متون، اور قیدیوں کے ادب، قیدیوں کی اصلاحات، اور قید کے سماجیات پر موجودہ مطالعے۔

ادب زنداں کا پس منظر

زندانی ادب ایک خاص قسم کا ادبی صنف ہے جو قید و بند کے حالات میں تخلیق کیا جاتا ہے۔ یہ ادب ان لوگوں کی تخلیق ہوتی ہے جو جیل یا قید خانوں میں رہتے ہیں یا وہاں سے رہائی کے بعد وہ اپنے تجربات، احساسات، اور خیالات کو قلمبند کرتے ہیں۔ زندانی ادب کا پس منظر مختلف تاریخی اور سماجی عوامل سے جڑا ہوا ہے۔ اس ادب کی بنیاد قید و بند کے تجربات، انسانی حقوق کی جدوجہد، اور سیاسی اور سماجی تبدیلیوں پر ہے۔

تاریخی پس منظر:

سیاسی قید: کئی ادیبوں نے اپنی زندگی کے کچھ عرصے قید میں گزارے، خاص طور پر وہ لوگ جو سیاسی تحریکوں میں شامل تھے۔ ان کی تحریریں ان کے تجربات اور ان کی جدوجہد کی عکاسی کرتی ہیں۔

ادبی روایات: اردو ادب میں، قید کے حالات پر لکھنے کا سلسلہ بہت پرانا ہے۔ شاعری اور نثر دونوں میں اس موضوع پر کافی مواد موجود ہے۔

عالمی تناظر: دنیا بھر میں، ایسے ادیبوں کا ایک طویل سلسلہ ہے جنہوں نے قید کی حالت میں اپنی تحریریں تخلیق کیں۔ یہ ادب انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو اجاگر کرتا ہے۔

سماجی اور ثقافتی عوامل:

نفسیاتی اثرات: قید کی حالت میں انسان کی نفسیات پر گہرا اثر ہوتا ہے، جو زندانی ادب میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔ قیدی اپنے درد، امید، اور خوابوں کو بیان کرتے ہیں۔

سماجی تبدیلی: زندانی ادب قید میں ہونے والے تجربات کی بنیاد پر سماجی تبدیلی کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے، جس سے قاری کو متاثر کیا جا سکتا ہے۔

ثقافتی پس منظر: زندانی ادب کی تخلیق میں ثقافتی روایات کا بھی کردار ہوتا ہے۔ مختلف ثقافتوں میں قید کی زندگی کے بارے میں مختلف نظریات اور مفاہیم موجود ہیں، جو ادیبوں کی تخلیق کو متاثر کرتے ہیں۔

معاشرتی مسائل: یہ ادب اکثر ظلم و ستم، ناانصافی، اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا سامنا کرنے والے افراد کی کہانیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ مسائل معاشرتی تنقید کا ذریعہ بن کر قاری کو بیدار کرتے ہیں۔

تاریخی واقعات: کئی تاریخی واقعات، جیسے آزادی کی تحریکیں، انقلابات، اور جنگیں، نے قید و بند کے تجربات کو متاثر کیا۔ ایسے واقعات کے دوران قید میں رہنے والے ادیبوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے ان تجربات کو محفوظ کیا۔

معنوی و روحانی پہلو: قید کی حالت میں بعض اوقات لوگ اپنے وجود کی معنویت کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس

روحانی پہلو کو بھی زندانی ادب میں بیان کیا جاتا ہے، جہاں ادیب اپنی سوچ و بچار کے ذریعے زندگی کے بڑے سوالات پر غور کرتے ہیں۔

زبان و انداز: زندانی ادب کی زبان اور انداز بھی اس کے موضوعات کے مطابق ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ زبان شدید جذباتی ہوتی ہے، جبکہ بعض اوقات فلسفیانہ یا تنقیدی انداز میں ہوتی ہے۔

زندانی ادب کا پس منظر مختلف پہلوؤں کا مجموعہ ہے، جو انسانی تجربات، ثقافتی اثرات، اور سماجی و سیاسی مسائل کو شامل کرتا ہے۔ یہ ادب نہ صرف قید کی حالت کی عکاسی کرتا ہے بلکہ انسانی فطرت، امید، اور جدوجہد کے مختلف پہلوؤں کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ اس کے ذریعے قاری کو ایک گہرائی میں سوچنے کا موقع ملتا ہے، جو اسے متاثر اور بیدار کرتا ہے۔ زندانی ادب ایک جامع اور پیچیدہ صنف ہے جو قید کی حالت میں انسانی تجربات، جذبات، اور جدوجہد کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ نہ صرف قید میں گزارے گئے وقت کی کہانی ہے، بلکہ انسانیت کی ہمت، امید، اور انصافی جدوجہد کا بھی ایک منبع ہے۔ اس ادب کا مطالعہ ہمیں انسانیت کی گہرائیوں میں لے جاتا ہے اور ہمیں سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرتے ہیں۔ زندانی ادب انسانی تجربات کا ایک اہم حصہ ہے، جو قید کی زندگی کی حقیقتوں کو بے نقاب کرتا ہے۔ یہ ادب انسانی احساسات، امید، اور جدوجہد کی طاقت کو بیان کرتا ہے اور قاری کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ انسان کی روحانی اور نفسیاتی قوتیں کس طرح قید کی حالت میں بھی پھل پھول سکتی ہیں۔ اس کے ذریعے ہم انسانیت کی گہرائیوں کو سمجھ سکتے ہیں اور معاشرتی انصاف کی اہمیت کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ یہ ادب ایک گہرے انسانی تجربے کی عکاسی کرتا ہے جو قید کی زندگی کے دکھ، امید، اور جدوجہد کو بیان کرتا ہے۔ یہ ادب انسان کی طاقت، ہمت، اور آزادی کی طلب کی کہانیاں پیش کرتا ہے۔ اس کی تخلیق اور مطالعہ ہمیں انسانی فطرت کی پیچیدگیوں کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے اور ہمیں ایک بہتر معاشرہ بنانے کی تحریک دیتا ہے۔ زندانی ادب کی اہمیت آج بھی برقرار ہے، اور یہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں اور حقوق کی یاد دلاتا ہے۔

زندانی ادب کی شروعات

زندانی ادب کی شروعات ایک طویل تاریخ پر محیط ہے، جو مختلف دوروں اور ثقافتوں میں قید کے تجربات کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ ادب قید کی زندگی کی حقیقتوں، انسانی حقوق کی جدوجہد، اور سماجی انصاف کی تلاش کی ایک اہم نمائندگی فراہم کرتا ہے۔ اس کی تخلیق نے ادبی دنیا میں ایک منفرد مقام حاصل کیا ہے، جو آج بھی جاری ہے۔ زندانی ادب کی شروعات کا سلسلہ مختلف تاریخی، سماجی، اور ثقافتی عوامل سے جڑا ہوا ہے۔ اس کی تخلیق کا آغاز بنیادی طور پر ان لوگوں کے تجربات سے ہوا جو قید میں رہے اور جنہوں نے اپنی حالت کے بارے میں لکھا۔

پرانے ادبی متون: قدیم زمانے میں مختلف ثقافتوں میں قید کے تجربات کو بیان کرنے کی کوششیں ملتی ہیں۔ مثلاً، ہندو متون میں بعض کہانیاں قید کی زندگی کی عکاسی کرتی ہیں۔ قدیم مصر اور یونان میں بھی قید کی حالت میں ادبی تخلیقات کی مثالیں ملتی ہیں، جیسے کچھ تاریخی کتب اور شاعری میں قید کی زندگی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں قید کی تنہائی، ذلت، اور آزادی کی

خواہش کا ذکر ہوتا ہے۔کئی مذاہب میں، خاص طور پر اسلام اور عیسائیت میں، قید کے تجربات کو بیان کرنے والی تحریریں موجود ہیں۔مثال کے طور پر، قرآن اور بائبل میں بعض نبیوں کی قید کی کہانیاں شامل ہیں، جو انسانیت کے لئے سبق آموز ہیں۔

اسلامی دور: اسلامی تاریخ میں بھی زندانی ادب کی مثالیں ملتی ہیں، جیسے ابن زیدون کی غزلیں، جو محبت اور جدائی کے موضوعات پر مبنی ہیں، اور ان میں قید کی کیفیت کا بھی ذکر ہے۔

نوآبادیاتی دور: نوآبادیاتی دور میں، بہت سے ادیبوں نے قید کے تجربات کو اپنے ادبی کاموں میں شامل کیا۔ان میں آزادیٔ وطن کی تحریکات سے متاثرہ افراد شامل تھے، جنہوں نے ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھائی۔مثلاً مولانا حسرت موہانی کی شاعری مشاہدات زنداں۔

بیسویں صدی: بیسویں صدی میں، خاص طور پر دوسری جنگ عظیم کے بعد، زندانی ادب کی تخلیق میں اضافہ ہوا۔قیدیوں کی زندگی اور تجربات کو لکھنے والے ادیبوں نے اس ادب کی اہمیت کو اجاگر کیا، جیسے نیلسن منڈیلا اور ماریو بارگاس یوسا۔

اردو ادب میں شروعات:

اردو ادب میں زندانی ادب کی شروعات کے دوران غالب، فیض اور منٹو جیسے ادیبوں نے قید کی زندگی کے تجربات کو اپنے تخلیقی کاموں میں شامل کیا۔ان کی تحریریں قید کی حالت میں انسان کی نفسیات اور احساسات کو بیان کرتی ہیں۔

اردو ادب میں جدوجہد: اردو ادب میں زندانی ادب کی بنیاد نے تحریک آزادی کے دوران بھی اہم کردار ادا کیا۔مولانا حسرت موہانی کی شاعری میں قید کے تجربات کو فلسفیانہ انداز میں پیش کیا گیا، جس نے نوجوانوں کو جدوجہد کی تحریک دی۔

تخلیقی تحریکیں: بیسویں صدی کے دوران، ادبی تحریکات، جیسے مزاحمتی ادب اور نئی نظم نے قید کے تجربات کو اپنی تخلیقات میں شامل کیا۔ان تحریکوں نے معاشرتی مسائل کی عکاسی کرتے ہوئے قید کی زندگی کے درد کو اجاگر کیا۔

تاریخی واقعات کا اثر: پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران قید کی زندگی کے تجربات نے زندانی ادب کو متاثر کیا۔قیدیوں کی تحریریں ان کی زندگی کی تلخیوں اور جنگ کی بے رحمی کی عکاسی کرتی ہیں، جیسے کہ جنگی قیدیوں کے تجربات۔

انقلابی تحریکات: انقلابی رہنماؤں جیسے بھگت سنگھ اور سعادت حسن منٹو نے قید میں گزارے وقت کو اپنی تخلیق کا حصہ بنایا۔ان کی تحریریں ظلم و ستم کے خلاف احتجاج اور انسانی حقوق کی جدوجہد کی عکاسی کرتی ہیں۔

علیحدگی کی کیفیت: قید کی حالت میں تنہائی کا تجربہ خاص طور پر زندانی ادب میں بیان ہوتا ہے۔ادیب اس کیفیت کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں، جو قاری کو قید کی زندگی کی شدت محسوس کراتی ہے۔

ادبی برادری کی حمایت: زندانی ادیبوں کے ساتھ ادبی برادری کی حمایت بھی اہم رہی ہے۔قید میں رہنے والے ادیبوں کو ان کی تحریروں کے ذریعے دنیا کے سامنے لانے کے لئے مختلف تحریکات چلائی گئیں۔

فلسفیانہ پہلو: قید کے تجربات پر مبنی ادب میں فلسفیانہ سوالات بھی شامل ہوتے ہیں۔ادیب قید کے دوران زندگی، آزادی،

اور انسانی وجود کی معنویت پر غور کرتے ہیں۔ یہ سوالات قاری کو گہرے فکر و خیال میں ڈال دیتے ہیں۔

آزادی کی علامت: زندانی ادب میں آزادی کی طلب ایک نمایاں موضوع ہے۔ ادیب اپنی تحریروں میں امید کی کرنوں کو پیش کرتے ہیں، جو قید کی حالت میں بھی آزادی کی آرزو کو زندہ رکھتے ہیں۔

زبان و بیان کی خصوصیات: زندانی ادب کی زبان عام طور پر سادہ مگر گہرائی میں ہوتی ہے۔ ادیب اپنے احساسات اور تجربات کو واضح اور مؤثر انداز میں بیان کرتے ہیں، جس سے قاری کو براہ راست ان کے جذبات کا تجربہ ہوتا ہے۔

معاشرتی پس منظر: قید کے حالات اکثر معاشرتی مسائل کے پس منظر میں ہوتے ہیں، جیسے کہ نسل پرستی، ظلم و ستم، یا سیاسی عدم استحکام۔ یہ ادب ان مسائل کی عکاسی کرتا ہے اور قاری کو ان کے بارے میں سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

سماجی تبدیلی کی تحریک: زندانی ادب کا مقصد صرف قید کی زندگی کی عکاسی کرنا نہیں بلکہ سماجی تبدیلی کے لئے تحریک دینا بھی ہوتا ہے۔ ادیب اپنے تجربات کے ذریعے لوگوں میں شعور بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جو معاشرتی ناانصافی مختلف تاریخی حوالات جو قید کے عکاسی کرتی ہے۔

زندانی ادب کا باقاعدہ صنف کے طور پر وجود

زندانی ادب نے باقاعدہ صنف کی شکل تقریباً بیسویں صدی میں اختیار کی۔ اس کا آغاز مختلف تاریخی اور سیاسی پس منظر میں ہوا، جس میں اہم عوامل شامل تھے:

سیاسی قید: بیسویں صدی کے اوائل میں، دنیا بھر میں سیاسی قیدیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ ان قیدیوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے اپنی حالت کا بیان کیا، جو زندانی ادب کی بنیاد بنی۔

ادبی تحریکات: اس دور میں کئی ادبی تحریکات، جیسے وجودیت اور فروغِ فکر نے قید کی زندگی کے تجربات کو اہمیت دی۔ ادبی شخصیات نے قید کے حالات کو اپنے کاموں میں شامل کیا، جس نے اس صنف کو فروغ دیا۔

عالمی واقعات: عالمی جنگیں اور سیاسی تحریکات، جیسے نسل پرستی اور نوآبادیاتی تحریکوں نے بھی زندانی ادب کو نئی شکل دی۔ قیدیوں کی تحریروں نے ظلم و ستم کی کہانیوں کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

شعری اور نثری شکلیں: قید میں رہنے والے ادیبوں نے شاعری اور نثر دونوں میں اپنی کہانیاں بیان کیں، جیسے کہ نیلسن منڈیلا کی "لونگ واک"، بھگت سنگھ کی ''جیل ڈائری'' اور فیض احمد فیض کی ''زنداں نامہ''۔

عصر حاضر میں توسیع: موجودہ دور میں، زندانی ادب نے نئے ذرائع، جیسے سوشل میڈیا اور بلاگنگ، کے ذریعے بھی ترقی کی۔ قید کے تجربات کو بیان کرنے کے نئے طریقے سامنے آئے ہیں، جو اس صنف کی مقبولیت کو مزید بڑھاتے ہیں۔

زندانی ادب نے بیسویں صدی میں باقاعدہ صنف کی شکل اختیار کی، جو انسانی حقوق کی جدوجہد، سیاسی ظلم و ستم، اور قید کی زندگی کے تجربات کی عکاسی کرتا ہے۔ اس نے ادبی دنیا میں ایک منفرد مقام حاصل کیا ہے، جو آج بھی مختلف شکلوں میں موجود ہے۔

سماجی تحریکات: ۱۹۶۰ء کی دہائی میں سیاسی اور سماجی تحریکات، جیسے شہری حقوق کی تحریک، نے زندانی ادب کی صنف کو مزید متحرک کیا۔ ادیبوں نے قید کے تجربات کو سماجی انصاف اور انسانی حقوق کے تناظر میں پیش کیا۔

ادبی تحریکات: خاص طور پر "مخالف ادب" اور "مزاحمتی ادب" نے قید کے تجربات کو اپنی تخلیقات میں شامل کیا، جس سے زندانی ادب کی بنیاد مزید مستحکم ہوئی۔

ادب زنداں: عہد بہ عہد

قدیم دور: قدیم تہذیبوں میں، جیسے کہ مصری اور یونانی، قید کی زندگی کے تجربات کا ادبی اظہار ملتا ہے۔ یہ ادب بنیادی طور پر مذہبی یا تاریخی تحریروں میں پایا جاتا ہے، جہاں قیدیوں کی کہانیاں اور ان کے احساسات بیان کیے جاتے ہیں۔

اسلامی دور: اسلامی تاریخ میں قید کے تجربات کو بیان کرنے والی تحریریں اہمیت رکھتی ہیں۔ جیسے کہ ابن زیدون کی شاعری، جو جدائی اور قید کی کیفیت کا احاطہ کرتی ہے۔

نوآبادیاتی دور: انیسویں صدی میں، خاص طور پر نوآبادیاتی تحریکوں کے دوران، قید کے تجربات کو سیاسی و سماجی تناظر میں پیش کیا گیا۔ بھگت سنگھ اور سعادت حسن منٹو جیسے ادیبوں نے قید کی حالت میں اپنے تجربات کو بیان کیا۔

بیسویں صدی: پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران قید کے تجربات نے ادب کو نیا رنگ دیا۔ نیلسن منڈیلا اور پابلو نرودا جیسے عالمی ادیبوں نے قید کی زندگی کی حقیقتوں کو اپنے کاموں میں پیش کیا۔

معاصر دور: موجودہ دور میں، زندانی ادب میں جدید تکنیکوں کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے۔ سوشل میڈیا، بلاگنگ جیسے نئے ذرائع کے ذریعے قید کی کہانیاں پیش کی جا رہی ہیں۔

ادب زنداں مختلف تاریخی عہدوں میں ترقی کرتا رہا ہے، ہر دور نے اپنے اپنے سماجی، سیاسی، اور ثقافتی تناظر میں اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ یہ ادب انسانی تجربات، امید، اور جدوجہد کی ایک طاقتور شکل ہے، جو قید کی سختیوں کو بیان کرتا ہے اور انسانی حقوق کی جدوجہد کی حمایت کرتا ہے۔

ادب زنداں: آزادی کے بعد

آزادی کے بعد، ادب زنداں نے نئی جہتوں کا سامنا کیا اور اس کی اہمیت میں اضافہ ہوا۔ اس دور میں کئی ادیبوں نے قید کے تجربات کو مختلف سماجی، سیاسی، اور ثقافتی تناظر میں پیش کیا۔

سماجی اور سیاسی مسائل: آزادی کے بعد کی سیاسی عدم استحکام، فرقہ وارانہ مسائل، اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ادب زنداں کے اہم موضوعات بن گئے۔ ادیبوں نے ان مسائل کی عکاسی اپنی تحریروں میں کی۔

انقلابی نظریات: کئی ادیبوں نے قید کی زندگی کے تجربات کو انقلابی نظریات کے تحت بیان کیا، جیسے کہ بھگت سنگھ کی تحریریں، جو آج بھی تحریکات میں اہمیت رکھتی ہیں۔

نئی ادبی شکلیں: سوشل میڈیا اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے، زندانی ادب میں نئے طریقے متعارف ہوئے، جیسے بلاگنگ وغیرہ۔ یہ جدید اشکال قید کی زندگی کے تجربات کو نئی نسل تک پہنچانے کا ذریعہ بن گئیں۔

عورتوں کی آواز: خواتین ادیبوں نے بھی اس دور میں قید کے تجربات اور ان کے اثرات پر روشنی ڈالی، جس سے نسائی نقطہ نظر کو ادب میں شامل کیا گیا۔

بھرپور تجربات: قید میں گزارے وقت کے تجربات کو ادبی شکل دینے والوں میں نیلسن منڈیلا اور پابلو نرودا جیسے عالمی نام شامل ہیں۔ ان کی تحریریں انسانی حقوق اور آزادی کی جدوجہد کو اجاگر کرتی ہیں۔

تاریخی تنقید: ادب زنداں نے قید کے تجربات کی تاریخی تنقید کو بھی اپنی تحریروں میں شامل کیا، جہاں ادیبوں نے اپنے قید کے دور کو سیاسی تاریخ کے تناظر میں پیش کیا۔ اس طرح، قید کی زندگی کو ایک وسیع تر معاشرتی اور سیاسی پس منظر میں دیکھا گیا۔

نفسیاتی پہلو: قید کے تجربات کی نفسیات پر توجہ دینے والے ادیبوں نے انسانی جذبات اور نفسیاتی اثرات کا گہرائی سے جائزہ لیا۔ اس میں تنہائی، خوف، اور امید کی کیفیت کو عکاسی کیا گیا۔

شاعری اور نثر: اردو شاعری میں، جیسے کہ حبیب جالب اور احمد فراز نے قید کی تلخیوں کو شاعری کے انداز میں بیان کیا، جبکہ نثر میں ادباء نے اپنے تجربات کو کہانیوں، ناولوں اور سوانح عمریوں میں سمویا۔

عالمی تناظر: عالمی ادب میں بھی زندانی ادب کو اہمیت ملی۔ کئی عالمی ادیبوں نے اپنے تجربات کو تحریری شکل دی، جس میں مختلف ثقافتی اور سیاسی مسائل کو سامنے لایا گیا۔

سماجی انصاف کی جدوجہد: کئی ادیبوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے سماجی انصاف اور انسانی حقوق کی جدوجہد کو اجاگر کیا۔ قید کے تجربات کو ایک آواز دینے کا ذریعہ بنایا گیا، جس سے عوامی تحریکات کو تقویت ملی۔

فلم اور ڈرامہ: ادب زنداں کی کہانیوں کو فلموں اور ڈراموں میں بھی پیش کیا گیا، جو قید کے تجربات کو بصری شکل میں اجاگر کرتا ہے۔ یہ نئے ذرائع قید کی کہانیوں کو ایک وسیع تر سامعین تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوئے۔ جیسے ہندی فیچر فلم ''ہیمولمف'' جو ''بے گناہ قیدی'' کتاب پر مبنی ہے۔

تاریخی تنقید: ادب زنداں نے قید کے تجربات کی تاریخی تنقید کو بھی اپنی تحریروں میں شامل کیا، جہاں ادیبوں نے اپنے قید کے دور کو سیاسی تاریخ کے تناظر میں پیش کیا۔ اس طرح، قید کی زندگی کو ایک وسیع تر معاشرتی اور سیاسی پس منظر میں دیکھا گیا۔ جیسے جے پرکاش نارائن کی ''میری جیل ڈائری''

نفسیاتی پہلو: قید کے تجربات کی نفسیات پر توجہ دینے والے ادیبوں نے انسانی جذبات اور نفسیاتی اثرات کا گہرائی سے جائزہ لیا۔ اس میں تنہائی، خوف، اور امید کی کیفیت کو عکاسی کیا گیا۔

عصری موضوعات: ادب زنداں نے عصری موضوعات جیسے دہشت گردی، فرقہ واریت، اور سیاسی قید کو بھی شامل کیا۔ ادیبوں نے ان مسائل کے اثرات کو قید کی زندگی کے تجربات کے ساتھ جوڑتے ہوئے اپنی تحریروں میں پیش کیا۔ جیسے انجم

زمرد حبیب کی کتاب ''قیدی نمبر ۱۰۰'' اور افتخار گیلانی کی کتاب ''تہاڑ میں میرے شب و روز''

ادبی محافل اور سیمینار: قید کے تجربات پر گفتگو کرنے کے لیے ادبی محافل اور سیمینار کا انعقاد بڑھ گیا، جہاں مختلف ادیب اور ناقدین قید کی زندگی کے پہلوؤں پر تبادلہ خیال کرتے ہیں۔

تحقیقی کام: ادب زنداں پر مختلف تحقیقی کام کیے گئے ہیں، جو اس صنف کی اہمیت اور اثرات کا تجزیہ کرتے ہیں۔ یہ تحقیقی مضامین ادب میں قید کے موضوعات کو نئے زاویوں سے دیکھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

بین الاقوامی اثرات: اردو ادب میں زندانی ادب کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر بھی قید کی زندگی کی کہانیاں مشہور ہوئیں۔ عالمی ادیبوں کی تحریریں انسانی حقوق کی جدوجہد میں ایک آواز فراہم کرتی ہیں، جیسا کہ ایلس واکر اور الیگزینڈر سولجینٹسن۔

نسائی نقطہ نظر: عورتوں کی قید کی کہانیاں اور تجربات بھی اب ادب کا حصہ بن چکے ہیں۔ ادیباؤں نے قید کی حالت میں خواتین کی مخصوص مشکلات اور ان کے حقوق کی جدوجہد کو اجاگر کیا۔

تنقیدی جائزہ: جدید تنقید نے ادب زنداں کے موضوعات پر نئے زاویے فراہم کیے ہیں، جس میں قید کے تجربات کی نفسیاتی اور سماجی جہتوں کا گہرائی سے تجزیہ شامل ہے۔

ادبی انعامات: کئی ادبی انعامات اور مقابلے زندانی ادب پر توجہ دیتے ہیں، جو نئے ادیبوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ قید کے تجربات پر اپنی تخلیقات پیش کریں۔

ترجمہ اور بین الثقافتی تبادلے: ادب زنداں کی تخلیقات کے ترجمے نے بین الثقافتی تبادلے کو فروغ دیا ہے، جس سے مختلف زبانوں کے قارئین قید کی زندگی کے تجربات سے آگاہ ہوئے ہیں۔

خودنوشت سوانح عمری: کئی قیدیوں نے اپنی خودنوشت سوانح عمریاں لکھی ہیں، جو قید کے حالات، اندرونی جدوجہد، اور ان کے بعد کی زندگی کی عکاسی کرتی ہیں۔

نئی ادبی تحریکیں: قید کے موضوعات پر مبنی نئی ادبی تحریکیں ابھر رہی ہیں، جو قید کی تلخیوں کو ادبی دنیا میں لے آتی ہیں۔ یہ تحریکیں سماجی انصاف کی وکالت کرتی ہیں۔

شعری مجموعے: کئی شعراء نے قید کی زندگی پر مبنی شعری مجموعے شائع کیے ہیں، جو قید کے تجربات، محبت، اور امید کے موضوعات کو اجاگر کرتے ہیں۔ جیسے فیض احمد فیض کا ''زنداں نامہ''، مولانا سید احمد عروج قادری کی ''تحفۂ زنداں''

آزادی کے بعد ادب زنداں نے نہ صرف قید کی تلخیوں کو اجاگر کیا، بلکہ انسانی تجربات کی گہرائیوں میں بھی جھانکا۔ یہ ادب سماجی انصاف، انسانی حقوق، اور امید کی علامت کے طور پر ابھرا ہے۔ اس کی تحریریں قاری کو متاثر کرتی ہیں اور قید کی حقیقتوں کی عکاسی کرتی ہیں، جو آج بھی معاشرتی تبدیلی کا ایک اہم حصہ ہیں۔ یہ ادب انسانیت کے ساتھ ہمدردی اور سمجھ بوجھ پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

ادب زنداں تخلیق کرنے میں پیش آنے والی مشکلات

ادب زنداں کی تخلیق ایک چیلنجنگ عمل ہے، جو قید کی تلخیوں، ذہنی دباؤ، اور محدود وسائل کے باعث پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ یہ مشکلات ادیب کی تخلیقی صلاحیتوں کو متاثر کرسکتی ہیں، لیکن اس کے باوجود، کئی ادیب ان مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے اپنی کہانیاں لکھنے میں کامیاب ہوتے ہیں، جو انسانی تجربات کی گہرائیوں کو اجاگر کرتی ہیں۔

ادب زنداں کی تخلیق مختلف وجوہات کی بناپر مشکل ہوتی ہے، جن میں شامل ہیں:

۱۔ذہنی دباؤ: قید کی زندگی میں ادیب ذہنی دباؤ، تنہائی، اور خوف کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ جذبات تخلیقی عمل کو متاثر کرتے ہیں۔

۲۔محدود وسائل: قیدیوں کے پاس عام طور پر لکھنے کے لیے وسائل (کتابیں، کاغذ، قلم) کی کمی ہوتی ہے، جس سے ان کی تخلیقی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔

۳۔فکری آزادی کی کمی: قید میں ہونے کی صورت میں ادیب آزادانہ سوچنے میں مشکل محسوس کرتے ہیں۔ قید کی حالت میں اُن کی تخلیق پر پابندیاں عائد ہوسکتی ہیں۔

۴۔معاشرتی اور سیاسی دباؤ: قید کے دوران، ادیبوں پر معاشرتی اور سیاسی دباؤ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنی تحریروں میں جھجھک محسوس کرسکتے ہیں۔

۵۔محسوسات کی شدت: قید کی زندگی کی تلخیوں کو بیان کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ادیبوں کو ان احساسات کو سمجھنا اور انہیں الفاظ میں ڈھالنا چیلنج ہوسکتا ہے۔

۶۔سماجی عدم پذیرائی: قید کے تجربات کا اظہار کرتے وقت، ادیبوں کو سماجی عدم پذیرائی کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنی کہانیاں بیان کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرسکتے ہیں۔

۷۔جذبات کی عکاسی: قید کی حالت میں اپنے جذبات کی عکاسی کرنا مشکل ہوتا ہے، کیونکہ یہ جذبات کبھی کبھار اتنے شدید ہوتے ہیں کہ انہیں الفاظ میں بیان کرنا آسان نہیں۔

۸۔تخلیقی آزادی کی کمی: قید میں، ادیبوں کو اکثر یہ سوچنا پڑتا ہے کہ ان کی تحریریں کیسے اثر انداز ہوں گی۔ یہ خوف انہیں تخلیقی آزادی سے روک سکتا ہے۔

۹۔وقت کی کمی: قید کے حالات میں، روزمرہ کی سرگرمیاں اور دیگر پابندیاں لکھنے کے لیے وقت کی کمی پیدا کرسکتی ہیں، جس سے تخلیقی عمل متاثر ہوتا ہے۔

۱۰۔صوتی اور بصری محرومیاں: قیدی اکثر بیرونی دنیا سے کٹے ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے انہیں نئی سوچ، تجربات، اور متاثر کن کہانیوں کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

۱۱۔اندرونی تنازع: قید کی حالت میں، ادیبوں کو اپنے اندرونی احساسات اور خارجی حقیقتوں کے درمیان تنازع کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو ان کی تخلیق کو متاثر کرتا ہے۔

۱۲۔خوداعتمادی کا فقدان: قید کے تجربات بعض اوقات ادیبوں کی خوداعتمادی کو متاثر کرتے ہیں۔ وہ سوچ سکتے ہیں کہ ان کی تحریر قاری تک نہیں پہنچے گی یا ان کی قدر نہیں ہوگی۔

۱۳۔قید کی تلخیوں کا بیان: قید کے تجربات کی تلخیوں کو صحیح انداز میں بیان کرنا ایک بڑا چیلنج ہوتا ہے، کیونکہ یہ ادیب کی نفسیات پر گہرا اثر ڈال سکتا ہے۔

۱۴۔تحریری انداز کا انتخاب: ادیبوں کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ وہ اپنی کہانی کو کس انداز میں بیان کریں۔ اگر وہ براہ راست اپنی تلخیوں کا ذکر کرتے ہیں تو وہ خود کو خطرے میں ڈال سکتے ہیں۔

۱۵۔اجتماعی شعور: قید میں گزارے وقت کے تجربات کا ذکر کرتے وقت، ادیبوں کو اپنے اور اپنے سماج کے تجربات کا تذکرہ کرنا ہوتا ہے، جو اکثر ایک پیچیدہ عمل ہوتا ہے۔

۱۶۔غیر محفوظ ماحول: قید میں، ادیبوں کو کبھی کبھار اپنی تحریروں کے باعث خوف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ان کی تحریریں حکومتی اہلکاروں یا قید کے نظام کے خلاف سمجھی جائیں تو انہیں سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

۱۷۔اجتماعی تشویش: قید میں رہتے ہوئے، ادیبوں کو صرف اپنی مشکلات کا نہیں بلکہ اپنے ساتھی قیدیوں کی حالت کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے۔ اس کا اثر ان کی تخلیق پر پڑ سکتا ہے۔

۱۸۔تفریحی سرگرمیوں کی عدم موجودگی: قید کی زندگی میں تفریحی سرگرمیوں کی کمی ہوتی ہے، جو تخلیقی عمل کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ اس کی کمی ادیبوں کے لیے تخلیقی توانائی کو متاثر کر سکتی ہے۔

۱۹۔منصوبہ بندی کی عدم موجودگی: قیدیوں کے پاس اپنی تحریری منصوبہ بندی کا وقت کم ہوتا ہے۔ یہ انہیں تحریر کے معیار میں کمی کا شکار کر سکتا ہے۔

۲۰۔تنہائی کا اثر: قید کی زندگی کی تنہائی کبھی کبھار ادیبوں کے لیے اتنی شدید ہوتی ہے کہ وہ اپنی تخلیق میں کمی محسوس کرتے ہیں۔ یہ جذبات ان کی تحریروں میں شامل نہیں ہو پاتے۔

۲۱۔نفسیاتی صحت: قید کی حالت میں نفسیاتی مسائل، جیسے افسردگی اور بے چینی، ادیب کی تخلیق کی صلاحیت پر منفی اثر ڈال سکتے ہیں۔ یہ مسائل تحریری عمل میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔

۲۲۔پچھلے تجربات کا بوجھ: ادیبوں کو اپنی زندگی کے ماضی کے تجربات، خاص طور پر ان کے قید کے حالات، کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے، جو ان کی تخلیقی توانائی کو کمزور کر سکتا ہے۔

۲۳۔حفاظتی اقدامات: بعض اوقات، قید کی حالت میں ادیبوں کو اپنی تحریروں کو خفیہ رکھنے کے لیے حفاظتی اقدامات کرنا پڑتے ہیں، جو انہیں لکھنے کے عمل میں مزید مشکلات کا سامنا کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

۲۴۔قید کی مختلف اقسام: مختلف قسم کی قید، جیسے سیاسی قید، مجرمانہ قید، یا سزائے موت کی قید، ادیبوں کی تخلیقی صلاحیتوں پر مختلف اثر ڈال سکتی ہے، اور ہر قید کی اپنی مخصوص چیلنجز ہیں۔

۲۵۔تجربات کا ادھورا ہونا: قید کی زندگی میں بعض اوقات ادیب اپنی کہانیاں مکمل نہیں کر پاتے، جس کی وجہ سے وہ اپنی

تخلیقات کو ادھورا محسوس کرتے ہیں۔

۲۶۔متضاد جذبات: قید کے تجربات ادیبوں میں متضاد جذبات پیدا کر سکتے ہیں، جیسے امید اور مایوسی، جو ان کی تحریر میں تضاد پیدا کرسکتی ہیں۔

۲۷۔پابندیاں: قید کی حالت میں، ادیبوں کو اکثر اپنی تحریروں پر پابندیاں محسوس ہوتی ہیں، جو ان کی تخلیقی آزادی کو محدود کر دیتی ہیں۔

۲۸۔ترغیب کی کمی: قید کے حالات میں موٹیویشن کی کمی ادیب کی تخلیقی عمل میں رکاوٹ پیدا کرسکتی ہے، خاص طور پر جب وہ اپنی محنت کو بیکار محسوس کریں۔

۲۹۔معاشرتی تنہائی: قید کے دوران، ادیب اکثر اپنے دوستوں اور خاندان سے دور ہوتے ہیں، جو ان کی تخلیق میں سماجی روابط کی کمی پیدا کرتا ہے۔

۳۰۔اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داریاں: قید کے تجربات کو بیان کرتے وقت ادیبوں کو اپنی اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داریوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنی تحریروں میں احتیاط برتتے ہیں۔

۳۱۔انٹرنیٹ کی عدم دستیابی: قید میں رہنے والے ادیبوں کو انٹرنیٹ تک رسائی نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے وہ جدید معلومات، تحریکات، اور دیگر ادبی کاموں سے کٹ جاتے ہیں۔

۳۲۔پیشگی خوف: قیدیوں کو یہ خوف بھی ہوتا ہے کہ ان کی تحریروں کے نتائج کیا ہوں گے، جو انہیں اپنی سچائیاں بیان کرنے سے روک سکتا ہے۔

۳۳۔وقت کا نامناسب استعمال: قید کے دوران، وقت کا انتظام کرنا مشکل ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ادیب اپنی تحریروں پر توجہ نہیں دے پاتے۔

۳۴۔ذاتی مسائل: قید میں رہتے ہوئے ذاتی مسائل، جیسے خاندان کی حالت یا مالی مشکلات، بھی ادیبوں کی تخلیقی صلاحیت پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

۳۵۔معاشرتی ستم: بعض اوقات، قید کی زندگی کا معاشرتی ستم بھی ادیبوں کے لیے ایک رکاوٹ بن جاتا ہے، خاص طور پر جب وہ اپنی تحریروں کے حوالے سے معاشرتی عدم قبولیت کا سامنا کرتے ہیں۔

۳۶۔پہچان کا خوف: قید کے حالات میں، ادیبوں کو یہ خوف ہوتا ہے کہ ان کی شناخت افشا ہو سکتی ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنی کہانیوں میں احتیاط برتتے ہیں۔

۳۷۔تحریری انداز کی تنگی: قید کی حالت میں، ادیبوں کو بعض اوقات مخصوص ادبی انداز اپنانے پر مجبور کیا جاتا ہے، جو ان کی تخلیقی اظہار کو محدود کر دیتا ہے۔

۳۸۔عجیب وغریب حالات: قید میں گزارے وقت کے دوران عجیب وغریب حالات کا سامنا بھی ادیبوں کو ذہنی طور پر متاثر کرتا ہے، جو ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو متاثر کر سکتا ہے۔

۳۹۔تنقید کا خوف: ادیبوں کو اپنی تحریروں پر ملنے والی تنقید کا بھی خوف ہوتا ہے، خاص طور پر جب وہ اپنے تجربات کو بیان کرتے ہیں۔

۴۰۔فطری اظہار کی کمی: قید کی حالت میں، ادیبوں کو اپنے خیالات اور جذبات کا آزادانہ اظہار کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں، جس کی وجہ سے وہ اپنی تخلیقات میں مکمل طور پر خود کو نہیں پیش کر پاتے۔

۴۱۔اجتماعی قید کی داغداری: بعض اوقات، قید میں رہنے والے ادیبوں کے لیے یہ مشکل ہوتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی قیدیوں کی حالت کا تذکرہ کریں، جس کی وجہ سے ان کی تحریر میں ایک قسم کی داغداری محسوس ہوتی ہے۔

۴۲۔ادبی نیٹ ورک کی کمی: قید میں ہونے کی وجہ سے ادیب عام ادبی نیٹ ورک سے کٹ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے انہیں تنہائی اور عدم معاونت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۴۳۔تحریری دھمکیاں: کچھ ممالک میں، قید کے دوران تحریروں کی وجہ سے قیدیوں کو سخت سزاؤں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جو ادیبوں کو اپنی کہانیوں کے بیان سے روکنے کا سبب بنتی ہیں۔

۴۴۔تنہائی کا نفسیاتی اثر: قید کی شدید تنہائی کا اثر نفسیاتی طور پر بھی پڑتا ہے، جو ادیبوں کی تخلیقی صلاحیتوں میں مزید کمی کا باعث بنتا ہے۔

۴۵۔پچھلی تحریروں کی کمزوری: قیدیوں کی پچھلی تحریروں کو دیکھتے ہوئے وہ ان کے معیار سے خوفزدہ ہو سکتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ نئی تخلیقات میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔

۴۶۔اجتماعی تشکیک: قید میں رہنے والے ادیب اپنے کام پر شک کر سکتے ہیں، خاص طور پر جب وہ اپنی کہانیوں کی معتبریت اور اثر کو جانچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۴۷۔وقت کے حوالے سے دباؤ: قید کی حالت میں وقت کی پابندیاں ادیبوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر سکتی ہیں کہ انہیں جلدی میں کام کرنا ہے، جو ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو متاثر کرتا ہے۔

۴۸۔ذاتی کہانیوں کا نقصان: قید کے حالات میں، ادیب اپنی ذاتی کہانیوں اور تجربات کو مکمل طور پر بیان کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی تخلیقات میں گہرائی کی کمی رہ سکتی ہے۔

۴۹۔روحانی اور ثقافتی محرومیاں: قید کی حالت میں، ادیب اپنی روحانی اور ثقافتی جڑوں سے کٹ جاتے ہیں، جو ان کی تخلیق میں گہرائی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

۵۰۔اپنی آواز کی تلاش: قید میں رہتے ہوئے، ادیب اپنی انفرادی آواز تلاش کرنے میں مشکل محسوس کرتے ہیں، جو ان کی تحریر کی اصل شناخت ہوتی ہے۔

۵۱۔تخلیقی عمل میں رکاوٹ: قید کی زندگی کی روٹین اور پابندیاں ادیبوں کے تخلیقی عمل میں رکاوٹ پیدا کر سکتی ہیں، جس کی وجہ سے وہ خود کو لکھنے کے لیے متحرک نہیں کر پاتے۔

۵۲۔دوسروں کے تجربات کا بوجھ: ادیب اپنے آس پاس کے قیدیوں کے درد اور مشکلات کو محسوس کرتے ہیں، جو انہیں اپنی

کہانیوں میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر یہ بوجھ ان کی تخلیق کو پیچیدہ بنا سکتا ہے۔

۵۳۔محسوسات کا دباؤ: قید کے تجربات کے دوران ادیبوں کو شدید محسوسات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسے غم، خوف، اور مایوسی، جو ان کی تخلیق میں رکاوٹ پیدا کر سکتے ہیں۔

۵۴۔خود کو تسلیم کرنا: قید کی حالت میں خود کو تسلیم کرنا اور اپنی زندگی کے تجربات کا سامنا کرنا ایک بڑا چیلنج ہوتا ہے، جو تخلیقی عمل کو متاثر کر سکتا ہے۔

۵۵۔دوہرے معیار: بعض اوقات، قید کے حالات میں ادیبوں کو دوہرے معیار کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جہاں ان کی تحریر کے بارے میں مختلف توقعات ہوتی ہیں۔

۵۶۔نقصان کی حقیقت: قید کی زندگی کی حقیقتیں اکثر ادیبوں کی تحریروں میں دکھائی دیتی ہیں، مگر ان کا بیان کرنا بعض اوقات نفسیاتی طور پر مشکل ہوتا ہے۔

۵۷۔پہچان کی تلاش: قیدی ادیب اپنی پہچان کی تلاش میں ہوتے ہیں، اور یہ کبھی کبھی ان کی تحریروں میں جھلکتی ہے، جس سے وہ اپنے تجربات کو بیان کرنے میں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں .

یہ تمام مشکلات ادیب زنداں کی تخلیق کے عمل کو مزید پیچیدہ بناتی ہیں۔ان چیلنجز کے باوجود، ایسے ادیب جو ان حالات میں اپنے خیالات کو الفاظ میں ڈھالنے میں کامیاب ہوتے ہیں، وہ نہ صرف اپنی کہانیاں بیان کرتے ہیں بلکہ انسانی تجربات کی گہرائیوں کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ان کی تخلیقات ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہیں کہ قید کی زندگی میں بھی انسانیت، محبت، اور امید کی شعائیں موجود ہوتی ہیں۔ایسے ادبی کام قاری کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں اور معاشرتی تبدیلی کی ضرورت کی عکاسی کرتے ہیں۔

ادب زنداں کے چند مشہور ادیب:

ادب زنداں کے تمام تخلیق کار نہ صرف ادب کے اہم نمائندے ہیں بلکہ ان کی تخلیقات انسانی تجربات، درد، اور جدوجہد کی عکاسی کرتی ہیں۔ان کے کام نے ادب زنداں کو ایک منفرد مقام عطا کیا ہے، جو قید کی حالت میں بھی انسانی روح کی قوت کو اجاگر کرتا ہے۔یہ ادیب ادب زنداں کے ایک منفرد رنگ کو پیش کرتے ہیں، جہاں ان کی تخلیقات قید کی تلخیوں کے ساتھ ساتھ انسانی جذبوں، محبت، اور امید کی عکاسی کرتی ہیں۔ان کی تحریروں نے نہ صرف اردو ادب کو مالا مال کیا ہے بلکہ قید کی حالت میں بھی انسانی روح کی قوت کو اجاگر کیا ہے۔یہ تمام ادیب قید کے تجربات کو ایک ادبی ورثے کی شکل میں محفوظ کرتے ہیں، جو آئندہ نسلوں کے لیے ایک سبق آموز ذخیرہ ہے۔

چند مشہور نام: فیض احمد فیض، مولانا مودودی، سجاد ظہیر، حمید اختر، خرم مراد، مولانا امین احسن اصلاحی، مخدوم محی الدین، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا ابوسلیم عبدالحی، علی سردار جعفری، مولانا انعام الرحمٰن خان، سید احمد عروج قادری، اسعد گیلانی، نعیم صدیقی، احمد ندیم قاسمی، شورش کاشمیری، مجروح سلطانپوری، متین طارق باغپتی، حفیظ میرٹھی، ابراہیم جلیس، غلام سرور،

حبیب جالب، ظفراللہ پوشنی، حفیظ نعمانی، ڈاکٹر نذیر احمد شہید، پروفیسر خورشید احمد، محمد صلاح الدین، مولانا عطاء الرحمٰن وجدی، شہزادہ سلیم، حافظ محمد ادریس، راجہ انور، جاوید ہاشمی، یوسف رضا گیلانی، ڈاکٹر انور علی خان، حسیب رضا، مفتی عبدالقیوم منصوری، ڈاکٹر شاہد بدر فلاحی، انجم زمرد حبیب، ڈاکٹر کفیل خان، عابد سہیل، عبدالخالق، آغا نوید وغیرہ

ابواب کی تقسیم

باب اول: ادبِ زنداں کی تاریخ۔آغاز وارتقاء

فصل اول۔ادبِ زنداں کیا ہے؟

فصل دوم۔جیل کی تاریخ

فصل سوم۔ادبِ زنداں کی تاریخ

فصل چہارم۔کاغذ وقلم سے محروم زندانی

باب دوم: ادبِ زنداں۔اہمیت وافادیت

باب سوم: ادبِ زنداں میں مطبوعہ وغیر مطبوعہ ادب کا تنقیدی جائزہ

فصل اول۔ادبِ زنداں میں مطبوعہ ادب کا تنقیدی جائزہ

فصل دوم۔ادبِ زنداں میں غیر مطبوعہ ادب کا تنقیدی جائزہ

باب چہارم: ادبِ زنداں۔آزادی کے بعد ایک تحقیقی، تقابلی اور تجزیاتی مطالعہ

ہمیں اپنی تحقیق ماہرین کے سامنے پیش کرتے ہوئے بڑی خوشی محسوس ہورہی ہے۔پچھلے تین سالوں میں ہم نے جو کاوش کی اس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ہم نے اس مقالے میں پانچ باب باندھے ہیں۔

باب اول: ادبِ زنداں کی تاریخ۔آغاز وارتقاء

باب اول میں ہم نے ادب زنداں کی تاریخ، آغاز وارتقا پر بات کی ہے۔اس میں بہت سارے حوالوں کے ساتھ سب سے پہلے تو حبسیاتی ادب کا اصطلاحی مفہوم، ادب زنداں کیا ہے؟ اس کو ہم نے سامنے رکھا ہے۔اس کے بعد حبسیاتی ادب کی خصوصیات کیا ہیں؟ اور اس کے بعد فصل دوم میں جیل کی تاریخ پر بات کی گئی ہے کہ جیل کا آغاز کیسے ہوا؟ جیل کتنی قسموں کی بنائی گئی تھیں؟ جیل میں قیدیوں کو کس طرح سے رکھا جاتا تھا؟ انہیں کس طرح کی سزائیں دی جاتی تھیں وغیرہ۔فصل سوم میں ہم نے ادب زنداں کی تاریخ پر بات کی ہے۔ چند مشہور شخصیتوں کے ادب زنداں کا تذکرہ ہے۔اور اس میں قریب ۵/صدی عیسوی سے لے کر ۲۲/ویں صدی عیسوی تک آپ کہہ سکتے ہیں کہ ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ کا مختصر جائزہ پیش کیا ہے۔جس میں بوتھیس، شیخ بوعلی سینا، شمش الائمہ ابوالعاسی سرخسی، مارکو پولو، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، تھامس

میلوری، مولانا منور لاہوری، میگوئل ڈی سرونٹس، امام ربانی مجدد الف ثانی، سر والٹر ریلی، جانڈا جان کلین، مارکو یز ڈی سوڈ، بہادر شاہ ظفر، نواب وزیر علی خان، مولانا فضل حق خیرآبادی، مولانا عنایت احمد کاکوروی، اسماعیل حسن، منیر شکوہ آبادی، سلطان واجد علی شاہ اختر، مولانا محمد جعفر تھانیسری، آسکر وائلڈ، شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا حسرت موہانی، او ہینری، موہن داس کرم چند گاندھی، برٹرینڈ آرتھر، بلیین ریسل، مولانا ظفر علی خان، مولانا حسین احمد مدنی، سبرامنی شیوا، ایزرہ پاؤنڈ، دامودر ساورکر، ابوالکلام محی الدین احمد ازاد، احمق پھپھوندوی، جواہر لال نہرو، ای کیمنز، فراق گورکھپوری، چوہدری افضل، شہید کاکوروی، راحت کوٹی کیانی، شیخ محمد عبداللہ، محمد اکرم صدیقی، جینیٹ، شیخ البانی، مولانا عبداللہ فاروقی، مفتی صدر الدین آزردہ، مولانا عبدالرحیم صادق پوری، مفتی مظہر کریم دریا آبادی، قاضی سرفراز، علی شاہ جہاں پوری وغیرہ۔ ان لوگوں کے ایام اسیری اور انہوں نے جو کتابیں لکھی ہیں ان کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا اس کے بعد فصل چہارم میں کاغذ وقلم سے محروم زندانیوں کے بارے میں تھوڑا سا تبصرہ کیا گیا۔ جیسے امام سرخسی، ابن تیمیہ، مولانا فضل حق خیرآبادی، بہادر شاہ ظفر وغیرہ۔

باب دوم: ادبِ زنداں۔ اہمیت وافادیت

باب دوم میں ہم نے ادب زنداں کی اہمیت وافادیت پر بات کی ہے۔ ہم نے یہ بتانے کی کوشش کی کہ جو لوگ جیلوں میں رہے اور انہیں جو کچھ لکھنے کا موقع ملا یا اگر موقع نہیں ملا تو باہر آنے کے بعد انہوں نے جو کچھ لکھا وہ ایک قیمتی اثاثہ ہے۔ اور وہ ہمارے ادب کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس سلسلے میں آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد جو ادب منظر عام پر آیا وہ اپنی اہمیت رکھتا ہے۔ آزادی سے پہلے کے ادب کے بارے میں تو لوگ جانتے ہیں لیکن آزادی کے بعد کے ادب کے بارے میں کوئی خاطر خواہ تحقیق نہیں ہوئی ہے۔ اور اس کی اہمیت سے بھی لوگ نابلد ہیں۔ جیل میں ہونے والی قیدیوں کو پریشانی کا بھی ذکر اس موقع پر کیا گیا ہے۔ ادب زنداں کی افادیت یہ بھی ہے کہ یہ لوگوں کے لیے قید میں بھی نئے روشن خیالات کا سفر ممکن بناتا ہے۔ اس کے ذریعے وہ اپنے خیالات، احساسات، تجربات، جذبات کو پیش کرتے ہیں دل کا غبار لکھ لینے سے دل ہلکا ہو جاتا ہے، جیل کاٹنا آسان ہو جاتا ہے۔

باب سوم: ادبِ زنداں میں مطبوعہ وغیر مطبوعہ ادب کا تنقیدی جائزہ

تیسرے باب میں ہم نے ادب زنداں آزادی کے بعد مطبوعہ اور غیر مطبوعہ چیزیں آپ کے سامنے رکھی ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد ملک آزاد ہوا ملک کے دو ٹکڑے ہوئے بعد میں یہ دونوں ٹکڑے تین ٹکڑوں کی شکل میں ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کی صورت میں دنیا کے سامنے آئے۔ اور اس کے بعد بھی مسلسل زمانے کے نشیب وفراز کے ساتھ تینوں ہی ملکوں میں گرفتاریاں ہوتی رہیں۔ وجوہات الگ الگ رہی ہیں لوگ جیلوں میں جاتے رہے لکھتے رہے آتے رہے اور جن کو اندر موقع نہیں ملا وہ باہر آنے کے بعد لکھتے رہے۔ اس میں قریب ۵۰ر مصنفین کا ہم نے ذکر کیا ہے جنھوں نے نثر یا نظم کی صورت میں کچھ نہ کچھ لکھا ہے۔ ان کی مختصر تاریخی سوانح حیات، انہوں نے کیا لکھا ہے اس پر مختصر چیزیں آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ جن لوگوں نے کچھ نہ کچھ لکھا لیکن ان کی تحریر کتابی شکل میں کسی وجہ سے نہ آسکی وہ بھی ہم نے لکھا ہے۔ گو کہ بہت کم لوگوں کی چیزیں ہمیں میسر آئی لیکن جتنی بھی آئی اس مقالے میں پیش کر دی گئی ہیں۔

باب چہارم: ادبِ زنداں۔آزادی کے بعد ایک تحقیقی، تقابلی اور تجزیاتی مطالعہ

اس مقالے کا سب سے اہم اور پر مغز باب چہارم ہے۔اس میں پچھلے ۷۰ رسالوں میں زندانی ادب میں لکھی جانے والی تحریر وکتابوں کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے۔ ادب زنداں کا تحقیقی، تنقیدی، تجزیاتی، تقابلی جائزہ آپ کو اس باب میں ملے گا ہم نے سرحدوں سے اوپر اٹھ کر کے بالخصوص برصغیر میں جو چیزیں لکھی گئی چاہے وہ نثر کی شکل میں ہو چاہے وہ نظم کی شکل میں ہو، ہم نے ان سب کا احاطہ کرنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ہم نے اپنی تحقیق میں کسی بھی مصنف اور اس کی تخلیق کو نظر انداز نہیں کیا ہے بلکہ کوشش کی ہے کہ ساری ہی تخلیقات آزادی کے بعد کی وہ اس مقالے میں آجائے۔ ہمارا دعوی یہ نہیں ہے کہ ہمارا کام مکمل ہے۔اور حرف آخر ہے۔ بہت ممکن ہے کہ آنے والے دنوں میں کوئی محقق ہمارے اس مقالے کی روشنی میں جو چیزیں رہ گئی ہے یا جو چیزیں آگے آنے والی ہیں اس روایت کو آگے بڑھائے اور اس مقالے کو گائیڈ بک کے طور پر استعمال کرتے ہوئے مزید تحقیق کریں۔ہم نے دل جان لگا کر کے اس مقالے کو تیار کیا ہے۔اور اللہ سے دعا کی ہے کہ جو باتیں ہم لکھ رہے ہیں، ہم نے اس موضوع پر قریب ڈیڑھ سو سے زائد کتابیں پڑھی ہیں، ان کی اوریجنل کتاب کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔اس کو پڑھنے کے بعد ہم نے اس کا تجزیہ کیا ہے۔اس باب میں آپ کو بہت سارے ذیلی عنوانات نظر آئیں گے جو بڑے دلچسپ ہیں جیسے کتاب کا انتساب ہر قیدی نے اپنی کتاب کو کسی نہ کسی کے نام پر منسوب کیا ہے۔اس کی کیا وجہ رہی ہے؟ وجہ تسمیہ کتاب یعنی قیدی نے اپنی کتاب کا جو نام تجویز کیا ہے اس کے پیچھے کیا راز ہے؟ کیوں وہ نام آیا؟ ہمیں لگتا ہے کہ سیدھا سادہ نام ہے ایسے ہی رکھ دیا گیا ہوگا لیکن بات یہ نہیں ہے۔ بات اتنی سیدھی نہیں ہے۔ جو بھی نام کتابوں کا قیدی نے رکھا ہے، سوچ سمجھ کر کے رکھا ہے۔اس کا کوئی نہ کوئی جواز ہے جیسے آغا نوید نے اپنی کتاب کا نام "دوسرا جنم" رکھا ہے اور باقاعدہ اس نام پر ایک صفحہ انہوں نے لکھا ہے کہ دوسرا جنم اس معنی میں کہ اس تشدد کے زمانے میں وہ جیل کے تشدد کو برداشت کر کے زندہ لوٹ آئے، گویا کہ یہ دوسرا جنم ہے۔اور اس معنی میں بھی کہ جو لوگ تشدد کر رہے ہیں انہیں بھی اس کا جواب اپنے دوسرے جنم میں دینا ہوگا۔اس کے علاوہ جیل میں تحریر کے کیا محرک رہے؟ کن چیزوں نے مصنف کو لکھنے پر آمادہ کیا؟ ان کتابوں میں اردو ادیب اور شعرا کا ذکر آیا ہے میر تقی میر سے لے کے غالب، اقبال اور دوسرے شعرا کا وہ کس موقع سے؟ اور کیوں آیا ہے؟ وہ بھی لکھا گیا ہے۔سب سے پہلا سوال ہم نے اس باب میں یہ بھی اٹھایا ہے کہ کیا زندانی ادب اردو ادب کا حصہ ہے؟ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ زندانی ادب، ادب ہے ہی نہیں۔ اور وہ اردو ادب کا حصہ نہیں ہے۔ پھر ایک بات یہ بھی نظر آتی ہے کہ زندانی ادب کی تنگی دامنی کا سبب کیا رہا ہے؟ کیوں بہت کم لوگوں نے لکھا ہے؟ اور کم چیزیں لکھی ہیں؟ اس کی کیا وجوہات رہی؟ قیدی جب جیل سے باہر آگیا تو اس کی ذہنی جسمانی کیفیت کیا رہی؟ اس کا بھی ذکر اگر اس نے اپنی کتاب میں کیا ہے تو اس کو ہم نے لکھنے کی کوشش کی ہے۔ایک بڑا سوال یہ ہے کہ کیا قید خانہ اصلاح کی جگہ ہے؟ جن لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں اس میں سبھی لوگ ایسے ہیں جو یا تو سیاسی قیدی رہے ہیں یا کسی نہ کسی جھوٹے کیس میں جیلوں میں بند کر دیے گئے۔ انہوں نے جیل کو کس نظر سے دیکھا؟ کیا انہوں نے وہاں اصلاحی پہلو پایا؟ کیا وہاں قید ہونے والے قیدی سدھر کر باہر آتے ہیں؟ اس پہلو پر ان کے جو خیالات ہیں وہ ہم نے نقل

کیے ہیں۔ اپنا تبصرہ بھی لکھا ہے۔ اس کا تجزیہ کیا ہے۔ جیل میں بہت ساری اصطلاحیں، بہت ساری ٹرم استعمال کی جاتی ہیں۔ اس کو ہم نے بتانے کی کوشش کی ہے۔ جیل میں قیدیوں نے جو کتابیں لکھی ہیں اس میں بہت سارے مشترکہ اشعار ہیں۔ ایک ہی شعر کو کئی کئی قیدیوں نے نقل کیا ہے۔ لیکن کس موقع ومحل میں نقل کیا ہے؟ اس کی کیا انہوں نے شرح بیان کی؟ کس حوالے سے نقل کیا ہے؟ اس کو بھی ہم نے لکھا ہے۔ قریب ہر قیدی نے اپنی کتاب میں جیل کا نقشہ بنایا ہے۔ کیوں بنایا گیا ہے نقشہ؟ جیل اندر سے کیسی ہوتی ہے۔ یہ باہر والوں کو کم ہی علم ہوتا ہے۔ نقشہ دینے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ جیل میں قیدی کے جو جذبات اور احساسات ہوتے ہیں۔ جیل میں جو بارش ہوتی ہے۔ جیل میں جو سردی اور گرمی کے موسم آتے ہیں۔ اس وقت قیدی کی کیا حالتیں ہوتی ہیں؟ ان کے کیا احساسات ہوتے ہیں؟ کیا جیل میں لائبریری ہے؟ کیا لائبریریوں میں کتابیں پائی جاتی ہیں؟ کیا لائبریریوں میں قیدی کو جانے کی اجازت ہوتی ہے؟ کیا لائبریری میں بیٹھ کر قیدی پڑھ سکتا ہے؟ جیل میں وقت ہی وقت ہے لیکن کام نہیں ہے۔ کتابیں نہیں ہیں۔ پڑھنے نہیں دیا جاتا۔ تو قیدی وقت کیسے کاٹے گا؟ وہ نیم پاگل ہو جاتا ہے۔ جیل میں قیدیوں کے گوناگوں مسائل ہیں۔ ان مسائل سے قیدی جوجھ رہے ہیں۔ جو مسائل آج سے ۵۰ سال پہلے تھے آج بھی ہو بہو وہی مسائل ہیں۔ پانی کا مسئلہ، سونے کا مسئلہ، غذا کا مسئلہ، صاف صفائی کا مسئلہ، علاج ومعالجے کا مسئلہ، کتابوں، قلم اور قرطاس کی فراہمی کا مسئلہ وغیرہ۔ اس میں ایک باب ہم نے الگ سے یہ بھی باندھا ہے کہ کس طرح سے قیدیوں کو قلم وقرطاس سے محروم رکھا گیا۔ کس طرح وہ اس کے لیے تڑپتے رہے، کس طرح انہوں نے وہ حاصل کیا، کس طرح سے انہوں نے اپنی کتاب کو لکھا۔ اور مکمل طور پر جیل میں قید کرنے کے بعد قیدیوں کو قدرت سے پوری طرح کاٹ کر رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود جو قدرت کی چیزیں انہیں نظر آتی ہیں، چاہے اس کے آس پاس پائے جانے والے درخت یا پودے ہوں، اس کے آس پاس اڑنے پھرنے والے چھوٹے موٹے پرندے، اس کی کوٹھڑی میں اور آس پاس رینگنے والے چھوٹے موٹے کیڑے، ان چیزوں کو قیدی کس طرح دیکھتا ہے؟ کیا مشاہدہ کرتا ہے؟ ان کے بارے میں کیا سوچتا ہے؟ ان کے بارے میں کیا لکھا گیا ہے۔ ان ساری چیزوں کا تجزیہ آپ کو ملے گا۔ کتابیں لکھنے والے اکثر قیدی سال دو سال، دس سال بعد چھوٹ گئے۔ ان میں سے شاید ہی کسی کو پھانسی کی سزا ملی ہو۔ لیکن جب وہ قید میں رہے تو انہیں پھانسی یارڈ دیکھنے کا اور پھانسی کے قیدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے کیا محسوس کیا؟ اس وقت ان کے کیا جذبات رہے؟ اس وقت وہ کن خیالات میں غوطہ زن رہے؟ اس کو بھی ہم نے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ کچھ قیدیوں نے جیل پر تو بہت کتابیں لکھی ہے لیکن اپنے کیس پر کچھ بھی بات نہیں کی ہے۔ تو ایسا کیوں ہے کہ زندانی ادب میں مصنف نے اپنے کیس کا ذکر کم کیا ہے؟ کیا وجوہات رہی ہیں؟ راولپنڈی سازش کیس میں جتنے لوگ قید رہے انہوں نے بہت عمدہ کتابیں لکھیں۔ لیکن وہ اپنے کیس پر ایک سطر بھی نہیں لکھتے اس کی کیا وجہ ہے؟ ظفر اللہ پوشنی صاحب نے اپنی کتاب زندگی زنداں دلی کا نام ہے میں اس پر بھرپور تبصرہ کیا ہے۔ جیل میں تفریحی پروگرام کیا ہوتے ہیں؟ لوک گیت کیسے گائے جاتے ہیں؟ قیدی آپس میں مل کر وقت گزاری کا سامان کیسے فراہم کرتے ہیں؟ مغرب بعد کس طرح سے وہاں محفل سجتی ہے؟ اس کا بھی آپ کو ذکر ملے گا۔ جیل میں جو شعرائے کرام گئے ان کے اعزاز میں یا ان

کی موجودگی میں مشاعرے ہوئے۔فیض احمد فیض جب قید ہوئے تو جیل میں مشاعرے ہوئے۔اور دیگر قیدی و دیگر شعراء کرام جب رہے تو مشاعرے ہوئے۔ان کا بھی ذکران کتابوں میں ہے۔وہ بھی ہم نے ڈھونڈ کر کے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔جیل میں لطیفے بھی ہوتے ہیں قہقہے بھی لگائے جاتے ہیں۔وہ بھی آپ کو یہاں ملے گا۔جیل کے خواب یعنی قیدی کے جسم پر تو پابندی لگائی جاتی ہے لیکن اس کی سوچ اور خواب پر پابندی نہیں لگائی جاتی۔جیل میں قیدی کیا خواب دیکھتا ہے؟ کیسے دیکھتا ہے؟ ان کی کیا تعبیریں ہوتی ہے؟ وہ تعبیر کیا سمجھتا ہے؟ کیسے ایک دوسرے کو خواب سنائے جاتے ہیں؟ کون سی کتاب ریفر کی جاتی ہے؟ کس عالم سے پوچھا جاتا ہے؟ یہ بھی ذکر آپ کو ملے گا۔خطوط دراصل رشتہ داروں سے اور دنیا والوں سے رابطہ رکھنے کا ایک واحد ذریعہ رہا ہے۔جیل میں آج کل فون اور ویڈیو کال کی سہولت ہوگئی ہے۔اس کے نتیجے میں خطوط لکھنا لکھانا کم ہے۔لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اگر پوری دنیا میں آج بھی خطوط لکھے جا رہے ہیں تو وہ صرف جیل کی دین ہے کہ خطوط لکھنے کا اور جواب دینے کا سلسلہ جاری ہے۔جیل جانے کے بعد کئی قیدیوں نے اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھا بنیادی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک حاصل کرتے رہے۔جیل میں تعلیم حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ کون سی اسکول کالج اور یونیورسٹیز اندر کام کرتی ہے؟ کس طرح قیدی مفت میں یہ تعلیم حاصل کرسکتا ہے؟ جیل والوں کا کیا تعاون رہا ہے؟ عدالت اس میں کیا رول ادا کرتی ہے؟ اس پر بھی کچھ باتیں آپ کو ملے گی۔قیدیوں نے جا بجا اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کتابوں میں اردو کے عمدہ اشعار کو نقل کیا ہے۔اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے، اپنی بات کو مدلل کرنے کے لیے، اپنی بات کو بہترین انداز سے رکھنے کے لیے اکثر وہ بیشتر اردو کے اشعار نقل کو نقل کیا ہے جس کو ہم نے آپ کے سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔جیل میں چند حیرت انگیز واقعات بھی رونما ہوئے ہیں۔وہ کون سے تھے؟ اور کیا تھے؟ چند واقعات ہم نے نقل کیے ہیں اسی میں آپ کو نمونہ زندانی ادب بھی نظر آئے گا۔ایک فصل میں آپ کو اہم شعر و شاعری جو شعراء کرام نے جیل میں کی ہے وہ آپ کو نظر آئے گی۔جیل میں رمضان روزے عید عبادت کیسے ہوتی ہے؟ کیسے گزرتی ہے؟ قیدیوں نے اس کا ذکر کس انداز سے کیا ہے؟ کس طرح سے رمضان کو گزارا ہے؟ وہ بھی تفصیلات آپ دیکھ سکتے ہیں۔قید کے اندر شعراء کرام نے یا کسی نے اگر اشعار کہے ہیں اس کو بھی ہم نے لکھا ہے۔جیل ملاقات ایک اہم چیز ہے۔جس طرح سے قیدی دنیا سے اور رشتہ داروں سے رابطہ رکھنے کے لیے خطوط کا ذریعہ استعمال کرتا ہے۔اسی طرح سے قیدی سے رابطہ رکھنے کے لیے رشتہ دار اور اس کے دوست احباب ملاقات کا ذریعہ استعمال کرتے ہیں۔ملاقات کیسے ہوتی ہے؟ کتنی دیر ہوتی ہے؟ کیا کیا باتیں آپ کر سکتے ہیں؟ کیا دقت اور پریشانیاں ہوتی ہیں؟ اس کے علاوہ جیل میں ہسپتال ہوتا ہے کیا؟ جیل میں علاج ملتا ہے کیا؟ جیل میں اگر قیدی بیمار ہو جائے تو اس کے علاج معالجے کا کیا معاملہ ہے؟ اس سلسلے میں جیل میں کیا کرپشن ہے؟ وہ سارے نکات آپ کو ملیں گے۔ان ساری چیزوں کو پڑھنے کے بعد آپ کو محسوس ہوگا کہ زندانی ادب میں کس طرح سے موضوعات بدلتے رہے۔زندانی ادب، جسمانی حالات اور ناروا سماجی رویہ نفسیاتی، مذہبی، ظلم و تشدد کی کیفیت کا بیانیہ کیا رہا ہے؟ اردو شاعری کا موضوع و مناسب استعمال کس طرح سے قیدیوں نے کیا؟ مثبت سماجی رویوں کا اظہار کس طرح سے ہوا ہے؟ اسیروں نے جو مزاحمت اور احتجاج کا رویہ اختیار کیا، کب؟ کیوں؟ اور کیسے کیا؟

شاعری کو وسیلہ اظہار ذات کے طور پر استعمال کیسے کیا گیا؟ ان سب باتوں کا خلاصہ، ان سب باتوں کی تفصیلات آپ کو اس باب میں ملے گی۔ ہوسکتا ہے کہ کچھ چیزوں سے کسی کو اختلاف ہو، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں کی اکثر چیزیں آپ کو متاثر کریں گی۔ آپ کو سوچنے پر مجبور کریں گی۔ آپ کو ان کتابوں کو پڑھنے پر راغب کریں گی۔ آپ کو جھنجوڑ کر رکھے گی۔ آپ کو احساس دلائے گی کہ قید میں لکھنا کتنا مشکل ہوا کرتا ہے۔ اس کے باوجود قیدیوں نے لکھنے کی کوشش کی۔ اور کامیاب رہے۔ زندانی ادب ایک اچھوتا موضوع ہے۔ اس موضوع پر تحقیق کرنا اور آپ کے سامنے کچھ نئی چیزیں لانا جوئے شیر لانے کے برابر ہے۔ ہم نے اپنی کوشش کر کے کچھ چیزیں لانے کی کوشش کی ہے۔ ہمارا یہ دعوی بالکل نہیں ہے کہ یہ بہترین کوشش ہے۔ اور مکمل کوشش ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری اس کوشش کے نتیجے میں کچھ لوگوں کے جذبات ابھریں گے، حوصلہ ملے گا اور اس سمت وہ مزید بہتر سے بہتر کوشش کریں گے۔ انشاءاللہ

کتابیات (Bibliogrphy)

نمبر	کتاب کا نام	مصنف
۱	اردو کا زندانی ادب انیسویں صدی عیسوی میں	سعادت علی صدیقی
۲	مصنفین زنداں	زمحمد انیس الرحمٰن قاسمی
۳	اردو کا ززندانی ادب	ڈاکٹر محمد فاروق خان
۴	اردو کا حبسیاتی ادب	ڈاکٹر عبدالعزیز عرفان
۵	جنگ آزادی ۱۸۵۷ء واقعات وشخصیات	ڈاکٹر محمد ایوب قادری
۶	۔تاریخ عجیب،تاریخ پورٹ بلئیر	محمد جعفر تھانیسری
۷	سرگزشت مجاہدین	غلام رسول مہر
۸	تاریخ دعوت وعزیمت	مولانا ابوالحسن ندوی
۹	تاریخ شاہ جہاں پور	محمد صبیح الدین میاں شاہجہان پوری
۱۰	شعلہ دل	جمال احمد خاں
۱۱	خطوطِ افضل حق (جلد سوم)	افضل حق چوہدری
۱۲	المودودی	نعیم صدیقی
۱۳	مکاتیب سید ابوالاعلی مودودی حصہ دوم	مرتب عاصم نعمانی
۱۴	ایک شخص ایک کارواں	مرتب مجیب الرحمٰن شامی
۱۵	شجر ہائے سایہ دار	حمیرہ مودودی
۱۶	مکاتیب زنداں	حکیم محمد شریف امرتسری
۱۷	تفہیم القرآن،جلد اول	مولانا مودودی
۱۸	سود حصہ دوم	مولانا مودودی
۱۹	مسئلہ ملکیتِ زمین	مولانا مودودی
۲۰	پاکستانی عورت دوراہے پر	مولانا امین احسن اصلاحی
۲۱	۔نقوشِ زنداں	سجاد ظہیر
۲۲	روشنائی	سجاد ظہیر

۲۳	پگھلا نیلم	سجاد ظہیر
۲۴	بنے بھائی	ظ انصاری
۲۵	کلیات مخدوم محی الدین	مرتب فاروق ارگلی
۲۶	حیات طیبہ ﷺ	مولانا ابوسلیم محمد عبدالحی
۲۷	نقوشِ زنداں	مولانا محمد علی صدیقی
۲۸	دست صبا	فیض احمد فیض
۲۹	زنداں نامہ	فیض احمد فیض
۳۰	صلیبیں مرے دریچے میں	فیض احمد فیض
۳۱	زنداں نامہ	میجر محمد اسحاق
۳۲	روداد قفس رزنداں کا داعی	مولانا انعام الرحمٰن خان
۳۳	میسا کے شگوفے	مولانا انعام الرحمٰن خان
۳۴	تحفہ زنداں	مولانا سید احمد عروج قادری
۳۵	یوسف علیہ السلام (قرآن کے آئینے میں)ا	مولانا سید احمد عروج قادری
۳۶	سردار جعفری، مونوگراف	عرم رضا
۳۷	ایشیاء جاگ اٹھا	علی سردار جعفری
۳۸	پتھر کی دیوار	علی سردار جعفری
۳۹	علی سردار جعفری	مرتب پروفیسر عبدالستار دلوی
۴۰	قافلہ سخت جاں	اسعد گیلانی
۴۱	شعلہ خیال	نعیم صدیقی
۴۲	ضبط شدہ نظمیں	خلیق انجم و مجتبیٰ حسین
۴۳	شعلہ گل	احمد ندیم قاسمی
۴۴	تمغہ خدمت ا	شورش کاشمیری
۴۵	موت سے واپسی	شورش کاشمیری
۴۶	میاں افتخار الدین	شورش کاشمیری
۴۷	حمید نظامی	شورش کاشمیری

۴۸	مجروح سلطانپوری	پرکاش پنڈت
۴۹	مجروح غزل کے آئینے میں	پروفیسر عبدالستار دہلوی
۵۰	متین طارق باغپتی ،شخصیات سیریز ۱۷	مرتب ڈاکٹر ذکی طارق
۵۱	خطوط زنداں	متین طارق باغپتی
۵۲	چاند کا سلام	اسعد گیلانی
۵۳	کلیاتِ حفیظ	حفیظ میرٹھی،
۵۴	جیل کے دن جیل کی راتیں	ابراہیم جلیس
۵۵	کال کوٹھری	حمید اختر
۵۶	گوشے میں قفس کے	غلام سرور
۵۷	زندگی زنداں دلی کا نام ہے	ظفراللہ پوشنی
۵۸	سرِ مقتل	حبیب جالب
۵۹	حبیب جالب شخصیت اور شاعری	عالمی اردو ادب حبیب جالب نمبر
۶۰	حبیب جالب ۔گھر کی گواہی	سعید پرویز
۶۱	حفیظ نعمانی: حیات وخدمات کی ایک جھلک	محمد اویس سنبھلی
۶۲	روداد قفس	حفیظ نعمانی
۶۳	روداد قفس (حصہ اول ودوم)	سید علی گیلانی
۶۴	مقتل سے واپسی	سید علی گیلانی
۶۵	سوانح ڈاکٹر نذیر احمد شہید	مرتب ایم خالد فاروق چوہدری
۶۶	لبِ زنداں	ڈاکٹر نذیر احمد شہید
۶۷	نقشِ جنوں	جمال احمد امین آبادی
۶۸	تذکرہ زنداں	پروفیسر خورشید احمد
۶۹	لمعاتِ زنداں	خرم مراد
۷۰	لمحات	خرم مراد
۷۱	بنیادی حقوق	محمد صلاح الدین
۷۲	نقوشِ زنداں	مولانا عطاء الرحمٰن وجدی

۷۳	۱۹۶۵ء جب مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی	شہزادہ سلیم
۷۴	دریچہ زنداں	حافظ محمد ادریس
۷۵	اسیرانِ روشن خیالی	حافظ محمد ادریس
۷۶	بڑی جیل سے چھوٹی جیل تک	راجہ انور
۷۷	ہاں میں باغی ہوں	جاوید ہاشمی
۷۸	تختہ دار کے سایہ تلے	جاوید ہاشمی
۷۹	چاہِ یوسف سے صدا	یوسف رضا گیلانی
۸۰	لَرن اردو اِن تھرٹی ڈیز	ڈاکٹر انور علی خان
۸۱	ہتھکڑیاں	حسیب رضا
۸۲	۱۱ر سال سلاخوں کے پیچھے	مفتی عبدالقیوم منصوری
۸۳	فکو العانی	ڈاکٹر شاہد بدر فلاحی
۸۴	سرگشتِ عافیہ واعتصماہ	ڈاکٹر شاہد بدر فلاحی
۸۵	شعب ابی طالب- آفتابِ رسالت حصارِ جبر میں	ڈاکٹر شاہد بدر فلاحی
۸۶	قیدی نمبر ۱۰۰	انجم زمرد حبیب
۸۷	اسپتال سے جیل تک- گورکھپور اسپتال حادثہ	ڈاکٹر کفیل خان
۸۸	جو یاد رہا	عابد سہیل
۸۹	جلاوطن	عبدالخالق
۹۰	دوسرا جنم	آغا نوید
۹۱	بھٹو کے آخری ۳۲۳ر دن	جنرل اکبر خان
۹۲	میری جیل ڈائری	جے پرکاش نارائن
۹۳	ہمہ یاراں دوزخ	صدیق سالک
۹۴	حبسیات	مولانا ظفر علی خان
۹۵	سجاد ظہیر کا دور اسیری	اندر بھان بھسین
۹۶	زندانِ حماقت	احمق پھپوندوی
۹۷	آتش کدہ	غلام نبی جانباز

۹۸	بڑھتا ہے ذوق جرم	غلام نبی جانباز
۹۹	احمد ندیم قاسمی، شخصیت اور فن	ناہید قاسمی
۱۰۰	ارمغان آلام	سید محمود
۱۰۱	زرگل	کوثر نیازی
۱۰۲	دشتِ وفا	احمد ندیم قاسمی

واحد دین محمد شیخ
ریسرچ اسکالر

اسود گوہر
نگراں کار

"Adab e Zindan - Aazadi ke baad

(Tehqeeqi wa Tanqeedi Jayeza)

Final Synopsis of the thesis Submitted to the

M.G.M. University

MGM University Cht. Sambhajinagar MS-431003, India

for the award of the Degree

Doctor of Philosophy (PhD) in Urdu

Submitted By

Wahid Deen Mohammad Shaikh

Under the Guidance of

Dr. Aswad Gowhar

Assisstant Professor

Institute of Indian and Foreign Language

M.G.M University

August 2024